شریعت، طریقت اور اجتماعیت پر مبنی دینی شعور کا نقیب

ماہنامہ رحیمیہ لاہور

مدیرِ اعلیٰ: حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری
جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابع

بانی: حضرت اقدس مولانا
شاہ سعید احمد رائے پوری
قدّس اللّٰہ سرّہٗ السّعید
مسند نشین رابع خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

رحیمیہ کا انگلش ایڈیشن ہماری ویب سائٹ پر پڑھا جاسکتا ہے۔

اپریل 2013ء/ جمادی الاولیٰ، جمادی الاخریٰ 1434ھ – جلد نمبر 5، شمارہ نمبر 4 – قیمت فی شمارہ: مبلغ 20 روپے – سالانہ ممبر شپ: مبلغ 200 روپے – تین سالہ ممبر شپ: مبلغ 500 روپے

مجلس ادارت

سرپرست: ڈاکٹر مفتی سعید الرحمٰن
صدر: مفتی عبدالمتین نعمانی
مدیر: محمد عباس شاد

درسِ قرآن
درسِ حدیث
خطبہ جمعۃ المبارک
رفتارِ کار
دینی مسائل

اداریہ علمائے حق کا طرزِ فکر اور قومی چیلنجز

تعزیتی تأثرات
حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید
کے وصال پر تعزیتی مکتوبات و تأثرات

ارشادِ گرامی حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوری قدس سرہ

مسند نشینِ ثانی
خانقاہِ عالیہ رحیمیہ رائے پور

فرمایا: ’’اسلام کوئی بادشاہت کی وجہ سے زیادہ نہیں پھیلا، بلکہ جن کو جذب (الی اللہ) ہوتا تھا، ان (کی صحبت) کا اثر تھا۔ چناں چہ متأخرین میں حضرت مجدد (الف ثانی) صاحبؒ کے خلفا میں سے حضرت سید آدم بنوریؒ کا حال ہے کہ ہمیشہ دس ہزار علما، صلحا، طالبین ان کے دسترخوان پر ہوتے تھے۔ اس سے ان کی معتقد مخلوق کی تعداد کا اندازہ کرو۔ بادشاہ تو اُلٹا ایسے فقرا سے خائف رہتے تھے کہ کہیں ہماری سلطنت پر قبضہ نہ کرلیں۔...

یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ یہ تو متأخرین کا حال ہے، اس سے اُن لوگوں کا اندازہ کرو، جو جذب میں اصل اور مرکزِ عام ہوئے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کو کوئی کام کرنا منظور ہوتا ہے تو ایسے ہی لوگ دنیا میں بھیج دیے جاتے ہیں، اور عنایتِ خداوندی ان سے متعلق ہوجاتی ہے۔ اور پھر بعد والے جذب سے خالی اور صرف سالک رہ جاتے ہیں اور دنیا کی امامت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں نہیں رہتی۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کو کچھ کرنا ہوتا ہے تو عنایتِ خداوندی کسی اور سے متعلق ہوجاتی ہے۔ خاندانوں اور خانوادوں کا یہی حال ہوا ہے۔‘‘

(مجلس 4/ ذی الحج 1365ھ/ 30/ اکتوبر 1946ء، بروز بدھ۔ رائے پور) (ارشادات حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، ص: 96۔ طبع: مکتبہ رشیدیہ، لاہور)

ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ (ٹرسٹ)
رحیمیہ ہاؤس، 33/A، کوئینز روڈ (شارع فاطمہ جناح) لاہور
092-42-36307714,36369089-www.rahimia.org
Email: info@rahimia.org

کراچی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 9/A، بیئر پوائنٹ سوسائٹی، بلاک نمبر 21 راشد منہاس روڈ، فیڈرل بی ایریا، کراچی
0092-21-36321616,36320707

راولپنڈی کیمپس
رحیمیہ ہاؤس، N.A-7، سیوتھ روڈ سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی
0092-51-4581357-58

ملتان کیمپس
رحیمیہ ہاؤس 30/A، سٹریٹ نمبر 2، خان کالونی چونگی نمبر 7، ایل ایم کیو روڈ، ملتان
0092-61-6212021

سکھر کیمپس
فلیٹ نمبر 111، 1st فلور، رائل اپارٹمنٹ ریس کورس روڈ، سکھر
0092-71-5615185

درسِ قرآن

تشریح: امامِ انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ

ایمان والوں سے بیعت لینے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (12:60)

(اے نبی جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ کسی پر بہتان لگائیں گی۔ اور نہ کسی نیک کام میں آپ کی نافرمانی کریں گی، تو ان کی بیعت قبول کرلیں۔ ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگ، بے شک اللہ بخشنے والا، نہایت رحم والا ہے۔)

بیعت کا مطلب یہ کہ جب ہم ایک عہد کریں اور ساتھ ہی یہ بھی اقرار کرلیں کہ اگر اس کی خلاف ورزی کریں تو اس کی سزا بھگتنے کو تیار ہیں، ہم ہرگز اعتراض نہ کریں گے، اس اقرار نامے کو بیعت کہتے ہیں۔ شاہ ولی اللہؒ اس بیعت کو سیاسی رکنیت کی اساس قرار دیتے ہیں۔

ہمارے نادان علما سیاست کو مذہب سے علاحدہ تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اور اسلام و ایمان کی بیعت گویا ان کے نزدیک سیاسی اہمیت نہیں رکھتی۔ شاہ ولی اللہؒ کا ہم پر سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے ہمیں اجتماعی سیاست سمجھا دی ہے۔ انہوں نے جن اصولوں پر اسلامی اجتماعیت کو حل کیا ہے اس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ شاہ صاحبؒ کی حکمت کے مطابق اس بیعت ہی کے طریقے سے حکومت پیدا ہوتی ہے، اس کی دو شکلیں ہیں؛ خلافت باطنہ اور خلافت ظاہرہ۔ (1) اگر بیعت کے اصول پر جماعت تشکیل دی جائے تو شاہ صاحبؒ اسے خلافت باطنہ قرار دیتے ہیں۔ (2) اگر جماعت اپنی حکومت قائم کرلے تو اسے خلافتِ ظاہرہ کہتے ہیں۔ بیعت درجِ ذیل امور کی ہوگی:

(1) شرک کا انکار: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گی۔ کسی شخص کو اپنا کارساز ماننا، اسے خدا کا شریک بنانا ہے۔ اسی طرح کسی شخص کو حکومت کا مرکز ماننا بھی شرک کرنا ہے۔ وہ وعدہ کرتی ہیں کہ ان دونوں قسموں کے شرکوں میں سے کسی قسم کا شرک بھی قبول نہیں کریں گی۔

(2) مالی حقوق کی حفاظت: کسی کا مال نہیں چرائیں گی۔ لوگوں کے جو مالی حقوق مسلمہ ہوں گے ان کی خلاف ورزی نہیں کریں گی۔ مالی حقوق پر کم سے کم درجے کا حملہ چوری ہے، وہ یہ نہیں کریں گی، چہ جائیکہ اس سے بالاتر کسی اور ذریعے سے کسی کا مال ہضم کرنے کی کوشش کریں۔

(3) حفاظت عزت: وہ زنا نہیں کریں گی۔ انسان کی عزت، عصمت کے ساتھ نکاح کی پابندی میں ظاہر ہوتی ہے۔ وہ وعدہ کرتی ہیں کہ کسی کی عزت برباد نہ کریں گی۔

(4) اولاد کا قتل نہ کرنا: اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ اپنی عزت بچانے کے لیے اور زنا کاری چھپانے کے لیے اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔ نسلِ انسانیت کا قتل بڑا جرم ہے۔

(5) بہتان تراشی سے انکار: ایک کا بچہ دوسرے کے نام نہ لگائیں گی اور کسی پر بہتان تراشی نہیں کریں گی۔

اب تک جو چیزیں تھیں وہ منفی حیثیت میں تھیں۔ اب ایک مثبت چیز سے اس قانون کی تکمیل کردی جاتی ہے۔ (6) معروف میں وہ آپ نافرمانی نہیں کریں گی؛ جو چیز کسی ملک میں عقلا کی اکثریت میں معقول مانی جائے اسے معروف کہا جاتا ہے۔ جب بیعت معروف پر ہوگی تو گویا ساری شریعت کو تسلیم کرلیا گیا۔ ان شرائط کے تحت ان کی بیعت قبول کرلو۔ اگر وہ غلطی سے خلاف ورزی کر بیٹھیں تو اللہ سے ان کے لیے مغفرت طلب کرو۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ایک روایت میں رسول اللہ ﷺ نے مردوں سے بھی انھی شرائط کے تحت بیعت لی ہے۔

درسِ حدیث

تشریح: حضرت مولانا خواجہ عبدالحئی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

بغاوت اور قطع رحمی کی کڑی سزا

عن ابی بکرةؓ، قال: قال رسول اللّٰه صلّى اللّٰه عليه وسلّم: "مَا مِنْ ذَنْبٍ أحرىٰ أن يعجّل اللّٰه لِصاحبهٖ العُقُوبةَ فى الدّنيا مع ما يَدَّخِرُ لهٗ فى الآخرة من البَغْيِ و قَطِيْعَةِ الرَّحِمِ." (مشكوة شريف. كتاب الآداب. باب البرّ و الصلة. الفصل الثانى)

(حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سرکشی اور قرابت داروں سے قطع تعلق سب سے بڑھ کر دو ایسے گناہ ہیں، جن کی سزا دنیا ہی میں مل سکتی ہے اور آخرت میں بھی اس کی سزا کا ایک حصہ ملنا باقی رہتا ہے۔)

سرکشی اور بغی کے معنی ہیں؛ بغاوت کرنا، یعنی اپنی خواہشوں کی پیروی یا تکبر و عناد کی بنا پر حکومت اور اجتماعیت کی فرماں برداری سے نکل جانا اور خواہ مخواہ شور و فساد پیدا کرنا اور شورش پھیلانا، اسی کو بغاوت کہتے ہیں۔ بغاوت ہمیشہ خود غرضی پر مبنی ہوتی ہے۔ بغاوت کرنے والا اپنی غرض کے پیچھے دیوانہ ہوجاتا ہے اور اپنے سے بڑے کی نہیں سنتا۔ کچھ آدمیوں کا جتھا اکٹھا کرلیتا ہے اور گڑبڑ شروع کردیتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ اس سے امنِ عامہ میں خلل پڑنا ضروری ہے۔ اس لیے اس کا بُرا نتیجہ اس کے کرنے والے کو دنیا میں بھی بھگتنا پڑے گا اور آخرت میں بھی مزید سزا ملے گی۔ انفرادی خواہشات کی تکمیل کے لیے اجتماعیت کو توڑنا، ان سب گناہوں سے بڑھ کر گناہ ہے، جو کبیرہ تو ہیں، لیکن ان کا اثر امن و امان پر اتنا زیادہ نہیں پڑتا کہ جینا ہی دوبھر ہوجائے۔ اسی لیے اس کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔ کسی ظالم اور فاسق و فاجر حاکم کے خلاف منظم طور پر کلمہ حق بلند کرنا اور بات ہے۔ وہ عینِ ایمان ہے، بغاوت نہیں۔

اس حدیث میں رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے کو بغاوت کے برابر کا گناہ قرار دیا گیا ہے۔ کیوں کہ یہ بھی ایسا گناہ ہے کہ جس کا بُرا اثر خاندانی زندگی کے لیے زہر قاتل ہے۔ انسان اگر اپنے قرابت داروں سے ناراض رہے تو گویا اس نے باہمی میل جول کی جڑ ہی کاٹ ڈالی۔ جو شخص اپنوں کی مدد کرنے کے لیے تیار نہ ہو، وہ دوسروں کی مدد کیا خاک کرے گا۔ اس کی اس حرکت سے دوسروں کو خواہ مخواہ ضرر پہنچے گا اور وہ خود بھی دنیا کی آفتوں سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔ جو خود کسی سے کٹے گا، تو دوسرا اس سے خود بخود علاحدگی اختیار کرلے گا۔ رفتہ رفتہ سب اُسے چھوڑ دیں گے اور بہت جلد اسے معلوم ہوجائے گا کہ اکھل کھرے سے کوئی بات تک کرنا نہیں چاہتا۔

اس حدیث میں ہے کہ ایسا شخص سب سے زیادہ دنیاوی آفتوں میں پھنسنے کا سزاوار ہے۔ پھر بھی آخرت کا مرحلہ باقی ہے۔ کیوں کہ اس نے اسلام کے طریقے سے منہ موڑا اور اللہ کی نافرمانی کی۔ اگر اس نے توبہ نہ کی تو نافرمانی کی سزا ضرور مل کر رہے گی۔ نعوذ باللہ۔

دین اسلام میں اجتماعی زندگی کی بڑی اہمیت ہے۔ انفرادی تقاضوں اور خواہشات کو اجتماعی تقاضوں اور نظم مملکت کے تابع ہونا چاہیے۔ اور ہر وہ عمل، جو اجتماعی تقاضوں کی نفی کرے اور سماجی زندگی میں انتشار کا باعث بنے، دین اسلام میں وہ بڑے گناہوں میں شمار ہوتا ہے۔ درست اجتماعی نظم و نسق کو اپنی ذاتی اور گروہی خواہشات کی بنیاد پر توڑنا بہت بڑا جرم ہے۔ اسی طرح سے سوسائٹی کی تشکیل میں خاندانی نظام پہلی سماجی اکائی کے طور پر بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کو توڑنا بھی سماجی انتشار کا باعث ہے۔ اس حدیث پاک میں ان دونوں امور کی خلاف ورزی کو ایسا گناہ قرار دیا گیا ہے کہ جس کی سزا دنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی ملے گی۔ ایک مسلمان ان دونوں جرائم سے پرہیز کرکے ہی کامیاب ہوسکتا ہے۔

rahimia.org

اداریہ

علمائے حق کا طرزِ فکر اور قومی چیلنجز

پاکستانی سماج ایک ایسے بھنور کی مانند ہے، جس میں نہ تو انسان کا پاؤں زمین پر لگتا ہے اور نہ ہی وہ اس سے باہر آپاتا ہے۔ زندگی بھر غوطے اور ڈبکیاں اس کا مقدر بن چکا ہے۔ ملک میں سماجی بے چینی کے اسباب پر اگر غور کیا جائے تو ایک مخصوص طرزِ فکر اور اس بنیاد پر قائم نظام اس کی بڑی وجہ ہے۔ حکمران بھی اسی سوچ کے علم بردار ہیں اور اپوزیشن بھی اسی خودساختہ نظریاتی تالاب کی مینڈک ہے۔ جس فرسودہ سوچ اور نظریے سے ایک طبقہ مسائل پیدا کرتا ہے، اسی سوچ کے ذریعے دوسرا طبقہ مسائل کے حل کی نوید سناتا ہے۔ بے چارے عوام ہیں کہ پینسٹھ سال سے اسی گرداب میں پھنسے ہوئے ہیں۔ وہ ایسے اندھیرے کے مسافر ہیں، جس میں انھیں کسی چراغ کی روشنی میسر نہیں ہے ؎

میرؔ کیا سادے ہیں ، بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

1947ء کے بعد جس فرقہ وارانہ طرزِ فکر، مصنوعی مقابلے اور جھوٹے احساسِ تفاخر کی سیاست پر ہم نے اپنے نظام کی بنیادیں اٹھائیں، اس نے ہمیں غربت و اِفلاس، نفرت و تشدد، کرپشن و بدعنوانی، دہشت گردی اور لاقانونیت کے سوا کچھ نہیں دیا۔ لیڈر شپ اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اپنی قوم کے لیے آزادی حاصل کیا کرتی ہے، لیکن ہماری ''قیادت'' اپنے پالتو جانوروں اور پرندوں سمیت باحفاظت ہوائی جہازوں سے اس ملک میں اُتر گئی اور عوام کے مقدر میں جدائیاں، جائیدادوں سے محرومی، مہلک بیماریاں اور لاشوں کے سوا کچھ نہ آیا۔ ہماری نام نہاد سیاسی اور مذہبی قیادت نے سادہ لوح عوام کے جذبات سے کھیلا اور لوگوں کے جذبات کو اپنے پست مفادات کے لیے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا۔

اس خطے کی اُس ہوش مند قومی قیادت کو ہم نے نہیں مانا، جس نے نہ صرف اپنی جانوں کا نذرانہ دے کر اس خطے کو آزادی دلائی، بلکہ اس نے تابناک مستقبل کے لیے قومی نظام کی تشکیل کے لیے اساسی فکر بھی فراہم کی اور جسے اختیار کر کے ہم باوقار قوموں کی صف میں شامل ہو سکتے تھے۔ المیہ یہ ہے کہ اُن کے نظامِ فکر و عمل کے تعارف کا اہتمام بھی نہ کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے اس عہد کے امام اور مجدد، ہمارے رہبر و رہنما حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید کو، جنھوں نے نہ صرف اس نظامِ فکر و عمل کو از سرِ نو زندہ کیا، بلکہ حوصلہ شکن لہروں کے خلاف پُرعزم انداز میں آگے بڑھنے کا شعور بھی بخشا۔ یہ طرزِ فکر ہمیں موجودہ قومی اور بین الاقوامی مسائل سے نکلنے کی راہ سجھاتا ہے۔ یقیناً یہ ایسا فکر و نظریہ اور جہد و کردار ہے، جس کی اساس پر ہم نہ صرف اپنے قومی مسائل کے گرداب سے نکل سکتے ہیں، بلکہ بین الاقوامی برادریوں میں بھی ہمیں عزت کا مقام مل سکتا ہے۔

یہ فکر و فلسفہ اس وقت ہماری نظریاتی روایت کا حصہ بنا، جب ہندوستان میں قائم پُرانا نظام، وقت کے تقاضے پورے کرنے سے عاجز آ گیا تھا۔ ایسے حالات میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے مکمل سماجی تبدیلی کی سوچ پروان چڑھائی اور اس کی آب یاری شروع کر دی۔ آپؒ نے نئے عہد کے چیلنجز کو قبول کرتے ہوئے ایک بہتر نظامِ فکر و عمل کی نوید سنائی۔ بعد ازاں استعماری قوتوں نے اس خطے پر قبضہ کیا اور یہاں کے سماجی ڈھانچے کو اپنی تخریبی سرگرمیوں کے لیے تختۂ مشق بنایا، جس کے نتیجے میں قومی وحدت پارہ پارہ ہونے لگی۔ مذہبی بنیادوں پر فرقہ وارانہ فسادات کا زہر قومی جسم کو زہر آلود کرنے لگا۔ عالمی استحصالی نظام کے اثر و نفوذ کے باعث ہندوستان پر غربت و اِفلاس کے سائے گہرے ہونے لگے۔ عالمی برادری میں ہندوستان کی قومی شناخت دھندلا گئی۔ ایسے میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی جماعت نے انسانی اور قومی بنیادوں پر جہاں عالمی استعمار کے آگے بند ھ باندھا، وہاں اس نے اس کے سامراجی نظام کے نتیجے میں پیدا ہونے والے فرقہ وارانہ اثرات، غربت و اِفلاس اور قومی شناخت کے مسئلے کو بھی پورے وقار اور بصیرت سے حل کرنے کی سعی کی۔ ان بزرگوں کے نظریات اور ان کی جہد و کردار کے سبب اس خطے کی بین الاقوامی شناخت جمہوریت، امن، خودمختاری، خوش حالی اور ترقی کے حوالے سے ہوئی۔ اس سے قومی زندگی کی تعمیر و تشکیل کے لیے نئی نویدِ فکر ملی۔

اس فکر و عمل کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے کہ آج ہماری شناخت انتہا پسندی، دہشت گردی، غربت، بدامنی، غلامی اور آلہ کاری کی ہے۔ نیز کئی ایک بحران ہماری قومی زندگی کے تعاقب میں ہیں۔ ان بلند دماغ مفکرین کے فکر کے ساتھ جو معاندانہ رویہ اختیار کیا گیا، اس کے نتائج پوری قوم بھگت رہی ہے۔ المیے کی بات یہ ہے کہ جن لوگوں کے خیال میں اسلام انسانوں کے ہاتھ، پاؤں اور سر کاٹنے کا نام ہے، ان کو برعظیم کے اس ترقی پسند فکر کے حامل مفکرین کا خودساختہ وارث قرار دیا جا رہا ہے۔ کمال بے بصیرتی کا عالم یہ ہے کہ یہ لوگ عصرِ حاضر کی شدت پسند تحریکوں کے نظریات اور علمائے حق کے طرزِ فکر کے درمیان فرق کرنے سے عاری ہیں۔

ان حوصلہ شکن حالات میں امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ اور ان کی فکر کے وارث علما سے عقیدت و تعلق رکھنے والے حلقوں کا کڑا امتحان ہے کہ وہ قوم کو اس فکری التباس اور ژولیدگی سے بچائیں۔ دنیا بھر میں موجود شدت پسندی کی تحریکات، خواہ وہ افغانستان کے طالبان ہوں یا مالے کے انتہا پسند، لیبیا میں قذافی کے باغی ہوں یا شام کے حکومت مخالف گروہ یا بنگلہ دیش کی عدالتوں سے سزا پانے والے عناصر، ان کا برعظیم کی اس ترقی پسند تحریک سے کوئی تعلق نہیں۔ ان بلند خیال بزرگوں کے فکر و عمل کو تو نظر انداز کیا جاتا ہے، لیکن ان کے نام کو اپنا قد بڑھانے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ آج سوسائٹی میں انتہا پسندی کے خلاف بڑھتے ہوئے ردِّ عمل سے خائف بعض جماعتیں انتہا پسندوں کے خلاف واضح اور دوٹوک مؤقف اختیار کرنے کے بجائے زبان مروڑ کر بات کرتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام کے نام پر دہشت گردی کرنے والے طبقات پاکستان سے مذاکرات کے لیے نام نہاد سیاسی اور مذہبی تین رہنماؤں کی ضمانت مانگ رہے ہیں۔ اس نے ان کی خودساختہ رہنمائی کا راز بھی افشا کر دیا ہے۔

آج پاکستان کو درپیش مسائل میں علمائے حق کا طرزِ فکر ہمارا ہاتھ تھام سکتا ہے۔ دہشت گردی، انتہا پسندی اور بدامنی کے مسئلے کو ان کے فکر کے تناظر میں حل کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کی عدمِ تشدد اور رواداری پر مبنی امن پسند تعلیمات اور غربت و اِفلاس کو ختم کرنے والا عادلانہ معاشی نظام، فیوڈل اِزم اور سرمایہ داری کے مقابلے پر لامحدود ملکیت کے تصور کی نفی، طبقاتی معاشرے کے بجائے اسلام کے مساواتی تصور اور پاک بھارت تعلقات کے مسئلے کو اسلام کے ہمسائے کے ساتھ سلوک اور اس کے بین الاقوامی تصور اور جدید سفارت کاری کے اصولوں پر حل کیا جا سکتا ہے۔ درپیش مسائل کے حل کے لیے اب تک کم و بیش جتنے بھی افکار آ چکے ہیں، ولی اللّٰہی فکر سے وابستہ بزرگوں کے نظریاتی وِرثے کا حصہ ہیں۔ ہمارا میڈیا اس فکر کے پس منظر کو عوام کے سامنے لانے سے ایک انجانے خوف کا شکار ہے۔ آج ضرورت ہے کہ بغیر کسی خوف کے اس دھرتی کے سچے فکر و عمل کے ساتھ وابستہ ہو کر قومی ترقی کے لیے کردار ادا کیا جائے۔

مدیر

rahimia.org

خطبہ جمعۃ المبارک

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ
جانشین حضرت رائے پوری رابع ومسند نشین خانقاہ عالیہ رحیمیہ رائے پور

صحابہ کرامؓ کی اجتماعیت کی حرمت اور اس کے تقاضے

(مؤرخہ 16/نومبر 2012ء/یکم محرم الحرام 1333ھ بمقام ادارہ رحیمیہ علوم قرآنیہ لاہور) ضبط وتحریر: نفیس مبارک)

نحمدهٗ ونصلّی علیٰ رسوله الکریم، امّا بعد: قال اللّٰہ تبارک تعالیٰ: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ **(36:9) قال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم: "ألا إنّ دمائکم و أموالکم حرامٌ علیکم کحُرمةِ یومکم هٰذا." صدق اللّٰہ العظیم و صدق رسوله النبی الکریم.**

معزز دوستو! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں دین حق کے غلبے کے لیے تشریف لائے۔ قرآنِ حکیم نے آپؐ کی بعثت کا مقصد یہ بیان کیا ہے کہ اس دین حق کو باقی تمام ادیان اور نظام ہائے حیات پر غالب کیا جائے۔ آپؐ نے دین حق کے غلبے کے لیے ایک جماعت تیار کی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظیم اجتماعیت ایسی ہے، جس نے انسانی معاشرے میں ایک عالم گیر انقلاب برپا کیا۔ نہ صرف جزیرۃ العرب، بلکہ بین الاقوامی سطح پر مشرق ومغرب میں دین حق کو غالب کیا۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ: میں نے خواب میں دیکھا کہ پورا کرۂ ارض میری ہتھیلی پر رکھ دیا گیا ہے۔ میں نے زمین کے تمام مشرقی ممالک اور مغربی ممالک کا مشاہدہ کیا اور مجھے بتلایا گیا کہ تمہاری حکومت اس پورے کرۂ ارض پر قائم ہوگی۔ بین الاقوامی سطح پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت کا غلبہ آپؐ کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانے میں ہوا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ وہ اولوالعزم صحابی ہیں، جن کے زمانے میں قیصر وکسریٰ کو شکست ہوئی اور دین حق کا بین الاقوامی غلبہ پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ آپؐ اور آپؐ کی جماعت کا یہ ایک عظیم کارنامہ ہے۔

دنیا میں کوئی کام اجتماعی نظم وضبط کے بغیر نہیں ہوتا۔ فردِ واحد اکیلا تمام مطلوبہ اور مفوضہ امور سرانجام نہیں دے سکتا۔ جماعت ایک نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ید اللہ علی الجماعہ۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ اور جو جماعت سے علاحدہ ہوگیا، گویا کہ اُس نے دنیا وآخرت کی جہنم خرید لی۔ اب صحابہؓ کی اجتماعیت نے ایک نتیجہ پیدا کیا۔ مسلمانوں کے غلبے کی گیارہ سوسالہ تاریخ اجتماعی نقطہ نگاہ سے دین حق کے غلبے کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک جماعت کے تمام افراد اپنی اپنی جگہ پر اہم ہوتے ہیں۔ وہ اجتماعی نقطہ نگاہ سے مفوضہ ذمہ داریوں اور مطلوبہ مقاصد کے حصول کے لیے جدوجہد اور کوشش کرتے ہیں۔ فرد کی شناخت، جماعت کی اجتماعیت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے ؎

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

بدقسمتی سے زوال کے زمانے میں ہمارے ذہنوں میں دین اسلام کا جو تعارف پیش کیا گیا، وہ انفرادیت کا ہے۔ انفرادی طور پر نیک ہوجائیں، انفرادی طور پر اچھے ہوجائیں، عبادات کرنے لگ جائیں۔ انفرادی خواہشات کا اظہار کرلینا کہ ہمارا ملک ٹھیک ہوجائے، ہمارا معاشرہ ٹھیک ہوجائے یا کسی نجات دہندہ کے انتظار میں بیٹھ جانا، اسی انفرادیت کا شاخسانہ ہے۔ جب ہجری سن کا محرم شروع ہوتا ہے تو ہمارا سارا زور فرد کی طرف متوجہ ہوجاتا ہے۔ اور چند سالوں سے یہ انفرادیت دو متضاد فرقوں اور گروہوں کی شکل اختیار کرگئی ہے۔ یکم محرم آتی ہے تو اہل سنت کے نام پر تقریریں کرنے والے واعظین اس ماہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کی شہادت کی وجہ سے ان کے فضائل بیان کرتے ہیں اور دس محرم آتی ہے تو حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے مناقب وفضائل اور غلو کی حد تک ان کی شہادت کے مرثیے پڑھے جاتے ہیں۔ افراد کو مطمحِ نظر بنادیا گیا۔ جماعت کی اجتماعیت پیش نظر نہیں رہی۔ حال آں کہ نتیجہ ایک جماعت پیدا کرتی ہے۔ دنیا کی مہذب اقوام اپنے معاشروں کی اجتماعی تاریخ کا مطالعہ کرتی ہیں کہ اجتماعی طور پر سوسائٹی میں سیاسی، معاشی اور سماجی معاملات کیسے طے ہوئے۔ افراد جماعت کا حصہ بن کر ایک نتیجہ پیدا کرتے ہیں۔ ہمارے زوال کے زمانے میں ہمارے دل ودماغ میں ہمیں جو تاریخ پڑھائی گئی، مذہب کی تعلیم دی گئی، دینی فہم وشعور کے نام پر جو گفتگو کی جاتی ہے، اس کا سارا زور انفرادیت پر ہے۔ جماعت کی اجتماعیت پیش نظر نہیں ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہٗ کی یاد صرف یکم محرم کو منانا اور باقی سارا سال بھول جانا، یہ اسی انفرادیت کا شاخسانہ ہے۔ حضرت حسینؓ کی جو انقلابی جدوجہد اور کوشش تھی، اس کا تذکرہ صرف محرم کے دنوں میں کرنا اور باقی گیارہ مہینے غائب، یہ اسی انفرادیت کا شاخسانہ ہے۔ اسی طرح مخصوص افراد کے گرد پورے دین کی تعلیمات کو گھما دینا اور لاکھوں کروڑوں صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ کی اجتماعی جدوجہد کو نظر انداز کردینا، قطعی طور پر زوال پذیر قوموں کا شیوہ ہے۔ نظریہ اور فکر اس سے نہیں پھوٹتا۔ دین حق کی صحیح سوچ سامنے نہیں آتی۔ قرآن نے اجتماعیت پر زور دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث اٹھا کر دیکھ لیجیے۔ پوری اجتماعیت کا تذکرہ ہے۔ صحابہؓ کی عظیم اجتماعیت کے کارنامے ہیں۔ اس میں حضرت ابوبکر صدیق بھی ہیں، عمر فاروق بھی ہیں، عثمانِ غنی بھی، علی المرتضیٰ بھی ہیں، حسن وحسین بھی ہیں، امیر معاویہ بھی ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ان کے ادوار میں جتنے صحابہؓ ساتھ رہے، ان کی اجتماعی طاقت وقوت کی بات ہے۔

سوچنے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ اس جماعت کا بنیادی فکر اور نظریہ کیا ہے؟ شخصیات کن مقاصد واہداف کے لیے کام کرتی ہیں؟ ان کے پیش نظر عملی جدوجہد اور کوشش کیا رہی؟ محققین علمائے ربانیین نے تاریخ کا اسی تناظر میں جائزہ لیا ہے۔ وہ اولوالعزم لوگ، جنھوں نے انسانی سوسائٹی کا اجتماعی نقطہ نگاہ سے جائزہ لیا ہے، اُن میں حضرت مجدد الف ثانی، حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ امام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے "ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء" میں خلافتِ راشدہ کے دور کی تاریخ مرتب کی ہے۔ اور اجتماعی نقطہ نگاہ سے اس بات کو واضح کیا ہے کہ دین حق کی تعلیمات، انسانی سوسائٹی کی تشکیل کے قوانین اور ضابطوں کی نشان دہی کرتی ہیں۔ شریعت کے احکامات، سوسائٹی کو مہذب بنانے کے بنیادی قوانین اور ضابطوں کو واضح کرتے ہیں۔ دوسرے اُن قوانین پر انسانی جماعت اور اجتماعیت کی تعلیم وتربیت اور تزکیے کے اصول اور ضابطے ہیں۔ سلوک واحسان یا تربیت وتزکیے کا عمل افراد کی صلاحیتوں کے نکھار پر جماعت کی اجتماعیت کے اندر پیوست کردیا۔ اُن میں ہمت وجرأت، اخلاص وللّٰہیت، تدبر وبصیرت، فراستِ دینی اور عقل وشعور پیدا کردیا۔ یہ جماعت کا دوسرا اہم ترین کام ہے۔ اور تیسرا اور نمایاں ترین کام، انسانی سوسائٹی میں سیاسی اور معاشی تبدیلی لانا ہے۔ ایسا پُرامن نظام بنانا ہے، جو بلاتفریق رنگ، نسل، مذہب تمام لوگوں کے جان، مال، عزت آبرو کا تحفظ کرے۔ ایسا معاشی نظام تشکیل دینا ہے، جو سوسائٹی میں بسنے والے تمام لوگوں کی معاشی کفالت کا باعث بنے۔ ایسا سماجی نظام بنانا ہے کہ جس میں ہمدردی، بھائی چارہ، خیرخواہی کے جذبات پروان چڑھیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تربیت یافتہ جماعت کے افراد کا مطمحِ نظر ان تین باتوں کے گرد گھومتا ہے۔ شخصیت حضرت ابوبکر صدیقؓ کی ہو، حضرت عمر فاروقؓ کی ہو،

rahimia.org

حضرت عثمان غنیؓ کی ہو، حضرت علی المرتضیٰؓ کی ہو، حضرات حسنؓ و حسینؓ کی ہو یا حضرت امیر معاویہؓ کی ہو، رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ یہ شخصیات اپنے اپنے دور کی امام ہیں، رہنما اور لیڈر ہیں۔ اپنے اپنے دور میں ان کی قیادت میں حضورؐ کی تربیت یافتہ جماعت نے ان تین اہداف کے حصول کے لیے کام کیا۔ دین حق نے سوسائٹی کی تشکیل کے جو قوانین بیان کیے، اُن کی درست تفہیم کے لیے کام کیا۔ انسانی دل و دماغ کا تجزیہ کر کے اللہ سے جوڑنے، اخلاص پیدا کرنے، منظّم اجتماعیت کی صورت بن جانے کا عمل کیا ہے۔

حضورؐ کی تربیت یافتہ پوری جماعتِ صحابہؓ نے سوسائٹی کے سیاسی اور معاشی تقاضوں کو سمجھ کر دینِ اسلام کے غلبے کے لیے قربانی دی۔ یہ قربانی اور شہادت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہو، یا حضرت عثمان غنیؓ کی، حضرت علیؓ کی ہو، یا حضرت حسینؓ کی ہو، یہ سب شہدا، دراصل ان تینوں مقاصد و اہداف کے لیے یک جان اور چار قالب ہیں۔ ان میں تقسیم وتفریق پیدا کرنا، صحابہؓ کی اس اجتماعیت کی توہین ہے۔ ان کی عظمت کا انکار ہے۔ ان کی اجتماعی جدوجہد کی نفی ہے۔ ہر دور کی جیسی ضروریات و تقاضے تھے، اس کے مطابق انھوں نے جدوجہد اور کوشش کی اور قربانیاں دی۔ اپنے رہنماؤں کو یاد کرنے کا مطلب دراصل ان کے اجتماعی نظریہ فکر و عمل کو سمجھنا ہوتا ہے۔ محض مرثیہ پڑھنا کافی نہیں ہے۔ مرثیہ پڑھنا ضروری ہے تو سب سے پہلے آدم علیہ السلام کا پڑھنا چاہیے کہ وہ دنیا سے فوت ہوئے۔ مرثیے کی ضرورت ہے تو نوح علیہ السلام کا پڑھنا چاہیے، جو دوسرے ابوالبشر ہیں۔ مرثیہ پڑھنا ہو تو ابراہیم علیہ السلام کا پڑھنا چاہیے۔ پھر سب سے زیادہ مرثیے کے لائق اگر ہیں تو سید الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، ان کا دنیا سے تشریف لے جانا، ایک عظیم المیے سے کم نہیں ہے۔ محض رونا پیٹنا، واویلا مچانا، مرنے والوں کے مناقب بیان کر کے سر دھنا، وجد کے نام پر کچھ فضول اور لغو حرکتیں کرنا، کوئی بھی فرقہ کرے، کسی بھی عنوان سے کرے، یہ دراصل دین حق کی تعلیمات کے قطعی طور پر منافی ہے۔ دین حق کی تعلیمات نے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کا تذکرہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ: ہر انسان کی موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ کوئی انسان دنیا سے نہیں جاتا، مگر یہ کہ اللہ کے حکم سے اور یہ کہ اُس کا تحریر شدہ وقتِ مقرر بہت پہلے لکھا جا چکا ہے۔ محض رونا دھونا کافی نہیں ہے، بلکہ دینی تعلیمات کے منافی ہے۔ اس موقع پر ہونا یہ چاہیے کہ ان عظیم انسانوں نے انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے نظریہ اور فکر و عمل دیا تھا، ان کا کردار کیا تھا، اسے دیکھا جائے۔ خاص طور پر آج ایک ایسے دور میں جہاں ہم نظریاتی بحران کا شکار ہیں، فکری انتشار اور ژولیدگی ہمارے اندر پائی جاتی ہے، نظریے کے حوالے سے کسی ایک بات پر متفق نہیں ہے۔ کہنے کو مسلمان ہیں، ایک قرآن، ایک نبی، صحابہؓ کی ایک اجتماعیت کو ماننے والے ہیں، لیکن سوچ اور فکر پر متفق نہیں ہیں۔

آج دنیا کی سرمایہ دار قوم، ممالک اور نسلیں اپنے کیپٹل اِزم پر متفق ہیں۔ سوشلسٹ دنیا اپنے نظریے پر متفق ہے۔ اُس میں وحدت پائی جاتی ہے اور وہ ان اہداف کے حصول اور اپنے نظام کی تشکیل کے لیے طویل المدتی حکمتِ عملی بناتے ہیں۔ مسلمان ہیں، ان سے پوچھا جائے کہ تمہارا سیاسی نظریہ کیا ہے؟ ایک کہے گا: سارے غیر مسلموں کو قتل کر دو اور جو نہ مانے اُس کو بھی قتل کر دو، چاہے کلمہ پڑھے۔ یہ سیاسی نظریہ ہے۔ دوسرے سے پوچھو کیا نظریہ ہے؟ کہ جی خلافت، خلافت کی کیا تشریح ہے؟ فردِ واحد کی آمریت اور صوابدیدی اختیارات۔ دوسرے سے پوچھو، جمہوریت، کون سی جمہوریت؟ وہ جو سرمایہ داروں کی ہے، وہ جو جاگیرداروں اور وڈیروں کی ہے، وہ جو مراعات یافتہ طبقات کی ہے۔ اُس جمہوریت کے پیچھے دوڑ رہے ہیں، جو دراصل سوسائٹی میں زوال اور پستی پیدا کرنے کا باعث ہے۔ حقیقی جمہوریت، حقیقی اجتماعیت و مشاورت کا کوئی سیاسی نظریہ ہمارے ذہنوں میں موجود نہیں ہے۔ نظریے پر اتفاق نہیں تو عمل میں کیسے اتفاق ہوگا؟ دنیا کا ہر عمل نظریاتی یکسوئی مانگتا ہے۔ آپ کے سامنے ذہنی طور پر متعین ہو کہ آپ نے کرنا کیا ہے؟ اس نظریے پر آپ کی پوری اجتماعیت متفق ہو۔ ایک چھوٹے سے دفتر میں کام کرنے والے تمام لوگ اپنی سوچ، فکر اور ہدف میں متفق نہیں ہیں تو وہ مطلوبہ نتائج کیسے پیدا کریں گے؟ ایک کا نظریہ اور قبلہ ایک طرف، دوسرے کا دوسری طرف۔ ایک چھوٹا سا ادارہ نہیں چلتا، ممالک واقوام کی تشکیل کیسے ہو سکتی ہے؟

پوچھا جائے کہ مسلمانوں کا معاشی نظریہ کیا ہے تو معاشی نظریے کا بحران ہے۔ کوئی کہے گا کہ جی ہمارا معاشی نظریہ 'کنٹرولڈ کیپٹل اِزم' ہے۔ کوئی کہے گا: 'عین کیپٹل اِزم' ہے۔ کوئی کہے گا: 'عین سوشل اِزم' ہے۔ اور آج ہمارے لیڈروں نے بھی سیاسی نعرے لگانے شروع کر دیے کہ 'اسلامی سوشل اِزم'، نئی نئی اصطلاحات گھڑتے ہیں۔

حضورؐ کی تربیت یافتہ پوری جماعتِ صحابہؓ نے سوسائٹی کے سیاسی اور معاشی تقاضوں کو سمجھ کر دینِ اسلام کے غلبے کے لیے قربانی دی۔ یہ قربانی اور شہادت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی ہو، یا حضرت عثمان غنیؓ کی، حضرت علیؓ کی ہو، یا حضرت حسینؓ کی ہو، یہ سب شہدا، دراصل یک جان اور چار قالب ہیں۔ ان میں تقسیم وتفریق پیدا کرنا، صحابہؓ کی اجتماعیت کی توہین ہے۔

اپنا کیا نظریہ ہے؟ اسلام کیا کہتا ہے؟ وہ اسلام، جس نے ایک ہزار گیارہ سو سال تک دنیا پر حکمرانی کی، یہ بے چارے سرمایہ داری اور سوشلسٹ نظام، ان کی دو ڈھائی سو سال سے زیادہ عمر نہیں ہے۔ ہزار سال تک جس اسلام نے پوری دنیا میں اپنا نظام قائم کیا، آج اس کے ماننے والے اسلام کے معاشی نظریے کی تعلیمات سے روشناس نہیں ہیں۔ انھیں نہیں معلوم کہ معاشی سوچ کیا ہے؟ کسی ایک معاشی نظریے پر متفق نہیں ہیں۔ اور جب آپ کسی نظریے پر متفق نہیں تو عمل کیا کریں گے؟ محض سرمایہ داری کے خلاف نعرے لگا دینے یا سوشل اِزم کے خلاف تقریریں کر دینے سے تو دنیا میں کوئی معاشی خوش حالی نہیں آتی۔ جب تک وہ منظّم اجتماعیت اپنے سامنے بنیادی معاشی نظریے کو پیشِ نظر نہ رکھے۔ حضرت عمر فاروقؓ کی یاد منائی جائے اور وہ ارشاد فرمائیں کہ: ''دریائے دجلہ اور فرات کے کنارے کتا بھی بھوک سے مر گیا تو عمر سے پوچھ ہوگی۔'' جواب دہی کا یہ تصور کہ حضرت عمر فاروقؓ رات کے پچھلے پہر ایک غریب عورت اور اس کے بچوں کے لیے خود روٹی بنا کر، پکا کر کھلاتے ہیں، ساری رات پہرہ دیتے ہیں۔ لوگوں کے جان، مال، عزت آبرو کو تحفظ دیتے ہیں۔ اُن حضرت عمر فاروقؓ کے ماننے والے محض نعرے لگائیں اور شہادت پر مرثیہ پڑھیں! وہ حضرت حسینؓ جنھوں نے ایک اعلیٰ سوچ اور فکر کے تحت جدوجہد اور کوشش کی، اگلے دور کے لیے نوجوان انقلابی نسل تیار کی، ان کی اجتماعی جدوجہد اور کوشش کیا ہے؟ حضرت حسینؓ کا سیاسی نظریہ کیا ہے، معاشی سوچ کیا ہے؟ سماجی تشکیل کے قوانین اور ضابطے ان کے پیشِ نظر کیا ہیں؟ وہ غائب ہو جائیں اور محض مرثیہ پڑھ کر، سینہ پیٹ کر مطمئن ہو جائیں کہ ہم نے ''لبیک یا حسین'' کہہ دیا۔ غلط تصورات ہمارے دل و دماغ پر مسلط کر دیے گئے ہیں، جو غلامی کے دور کی باتیں ہیں کہ شخصیات کا انفرادی مطالعہ، انفرادی سوچ، شخصیات کے انفرادی کردار کی بنیاد پر کچھ خود ساختہ فرقہ وارانہ تصورات پیدا کر لیے جائیں اور ایک دوسرے کو کافر بنانے کا عمل شروع کر دیا جائے۔ معاشرے اس سے ترقی نہیں کرتے۔

بقیہ صفحہ نمبر 7 پر

rahimia.org

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ السعید کے وِصال پر تعزیتی مکتوبات

مکتوب 1

محترم، قبلہ وکعبہ جناب مولانا مفتی عبدالخالق آزاد مدظلہٗ العالی

بعد سلام مسنون آں کہ بفضلہٖ تعالیٰ یہاں پر سب خیریت ہے۔ آپ کی خیریت خداوندِ کریم سے نیک مطلوب ہے۔ دیگر احوال یہ کہ حضرتؒ والا کے وِصال کی خبر سُن کر مجھ سمیت سب حضرات کو بے حد افسوس ہوا۔ خداوند کریم حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ سوائے صبر کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ حضرتؒ والا جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام اور ہمارے ساتھ آپ سب حضرات کو صبر جمیل عطا فرماوے۔ آمین

حضرتؒ کے تمام خلفا اور پوری جماعت کی طرف سے اجتماعی طور پر آپ کی جانشینی کا اعلان سن کر بہت مسرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کارِ خیر کے لیے قبول فرماوے اور اس ذمہ داری کو نبھانے کی محنت اور قوت عطا فرمائے۔ آپ سے ہندوستان کے سفر کی ترتیب بنانے کی پُرخلوص درخواست ہے۔ آئندہ وارث اور عمیر کی شادیوں کی تاریخ سلسلہ وار 13/اکتوبر، 07/نومبر اور 29/دسمبر ہے۔ سبھی میں آپ حضرات کی شرکت ہمارے لیے باعثِ مسرت ہوگی۔ سب ہی ساتھی مفتی عامر، بھائی حفیظ الرحمٰن، انوار وغیرہ، زبیر، قاری اکرم، سبھی حضرات سلام عرض کرتے ہیں اور حضرتؒ کے افسوس میں غم زدہ ہیں۔ سبھی لوگ حضرتؒ کی تعزیت کے لیے پاکستان آنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں۔ پھوپھی راشدہ، پھوپھی مسعودہ اور سہیل کی صحت کے لیے دعا فرمادیں۔ عبدالاحد و محمد زبیر دونوں بچے آپ کو سلام عرض کرتے ہیں اور دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ وہاں پر بھی حضرت مولانا عبدالمتین نعمانی صاحب اور جماعت کے سبھی ساتھیوں کو سلام عرض کردیں اور دعاؤں کی درخواست فرماویں۔ فقط والسلام

آپ کی آمد اور دعا کا متمنی احقر محمد قیصر سلیم رائے پور 02/اکتوبر 2012ء

سیکرٹری انجمن مدرسہ فیض ہدایت درگلزارِ رحیمی خانقاہِ رائے پور (انڈیا)

مکتوب 2

ازدفتر المدرسة العربيه مظهر العلوم كهڈه كراتشی السند الباكستان

حضرت مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حضرت مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات کی خبر سن کر انتہائی صدمہ ہوا۔ إنا لِلّٰه و إنّا إليه راجعون. حضرتؒ مولانا نے اپنی پوری زندگی جدوجہد میں گزاری اور نامساعد حالات کے باوجود ہمت نہیں ہاری۔ ولی اللّٰہی سلسلے سے تعلق رکھنے والے اکابر علمائے دیوبند کے کارناموں کو اُجاگر کرنا اور نوجوان نسل کو اس سے آگاہ کرنا آپ کا مشن تھا۔ مولاناؒ کی وفات نہ صرف ان کے پس ماندگان اور متعلقین ومنتسبین کے لیے، بلکہ ہمارے لیے بھی ایک عظیم صدمہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب کو صبر جمیل اور اسلاف کے نقش قدم پر ثابت قدمی سے چلنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین والسلام مخلص (مولانا) محمود حسن

مہتمم مدرسہ مظہر العلوم کھڈہ کراچی 24/ذوالحج 1433ھ

مکتوب 3

بخدمتِ عالیہ ذوالمجد والکرم قبلہ محترم المقام

جناب حضرت مفتی عبدالخالق آزاد صاحب دامت برکاتہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

خدا کرے آپ اور سبھی اہل خانہ بخیر و عافیت ہوں۔ ہمارے اور آپ سبھی کے محبوب حضرت اقدس کی اچانک رحلت سے آپ اور آپ کے اہل خانہ و متعلقین کرام کو جو صدمۂ عظیم پہنچا ہے، اس کے لیے ہم سب آپ کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ پاک آپ سب کو اس صدمہ عظیم پر صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ہمارے پیارے حضرت والا کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام مرحمت فرمائے۔ آمین

اس ادارہ اور جماعت کی جانب سے آپ کو جو ذمہ داری دی گئی ہے، یہ بہت ہی اطمینان بخش خبر ہے۔ آپ کی مدبرانہ صلاحیتوں اور قیادت کا الحمدللہ ہم سبھی کو اعتراف ہے۔ آپ کے زیرِ قیادت جماعت اور ادارہ کا کام ان شاء اللہ بخیر و خوبی چلتا رہے گا۔ ہم اور سبھی متعلقین ان شاء اللہ ہمیشہ آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کی رہبری و قیادت ہمارے لیے انتہائی خوش نصیبی ہے۔ اللہ پاک آپ کو ہمیشہ باصحت و عافیت رکھے۔ آمین ثم آمین

حضرت کے وصال کے دوسرے دن سب ساتھی نواب والی مسجد (دہلی) میں جمع ہوئے تھے اور قرآنی خوانی کے بعد ایصالِ ثواب کیا گیا۔ سبھی ساتھی اور ہمارے اہل خانہ آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں اور دعاؤں کی درخواست کرتے ہیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ طالبِ دعا محمد بلال قریشی

قریش نگر، صدر بازار، دہلی

مکتوب 4

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

ہائے وہ لوگ تم نے ایک ہی شوخی میں کھو دیے

ڈھونڈا تھا جنھیں آسمان نے خاک چھان کر

محترمی ومکرمی گرامی قدر جناب مفتی عبدالخالق آزاد صاحب حفظکم اللّٰہ و وعاکم

السلام علیکم و علیٰ من لدیکم!

تسلیماتِ مسنونہ کے بعد معروض ہے کہ عمیم الاحسان، مفکرِ انقلاب حضرت مولانا شاہ سعید احمد صاحب رائے پوری امدّہ اللّٰہ تعالیٰ کی وفات کا علم ہو کر انتہائی صدمہ و رنج و غم و قلق ہوا۔ آپؒ کی وفات پر جتنا بھی غم کیا جائے، کم ہے۔ آپ کی وفات عظیم سانحہ و خسارۂ عظمیٰ ہے، ناقابلِ تلافی نقصان ہے، ان کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے، اس کا پُر کرنا مشکل ہے۔ ان کی عظیم خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

وہ قافلہ ولی اللّٰہی کے روحِ رواں و حدی خواں تھے۔ ملکی حالات و سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے۔ نوجوان طبقے کی انھوں نے تہہ دل سے تربیت کی اور اس سلسلے میں قریہ قریہ، بستی بستی، دور دراز طویل علاقوں کا سفر اختیار کیا اور پیرانہ سالی کے باوجود بھی سفر کرتے رہے۔ نوجوانوں کے دلوں میں افکارِ شاہ ولی اللہؒ کی آب یاری کی اور انھیں شعور دیا۔ علمائے حق و اکابرین کا تعارف کرایا، جو آج بھی نوجوانوں کے لیے مشعل راہ ہے۔

موت برحق ہے۔ مشیتِ ایزدی میں اس کا دخل نہیں، مگر جانے والے کا صدمہ قدرتی امر ہے۔ بندہ مغموم دل کے ساتھ آپ کے غم میں برابر کا شریک ہے اور بارگاہِ ایزدی لم یزل ولم

rahimia.org

یزال میں دست بدعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس قدس سرہٗ العزیز کی تُربتِ لحد کو بقعہ نور بنائے اور اعلیٰ علّیّین میں انھیں بلند درجات عطا فرمائے اور آپ و جملہ پس ماندگان ولواحقین و متعلقین کو صبرِ جمیل و اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ایں دعائے از من و از جملہ جہاں آمین باد

فقط و السلام مع العرف و الإحترام

شریکِ غم: حافظ محمد حسین ابوطیب

یکم اکتوبر 2012ء بکرا پیڑی، لیاری، کراچی

مکتوب 5

محترم المقام حضرت مولانا عبدالخالق صاحب زید مجدکم

السلام علیکم و رحمة اللّٰہ و بر کاتہٗ

آج بعد ظہر جناب محمد شاہد زکی صاحب سے ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ حضرت مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری اس دنیا سے تشریف لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ حضرتؒ کے تمام متعلقین نسبی اور روحانی کو اس عظیم حادثے پر صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

میں اور کارکنانِ مجلس یادگار شیخ الاسلامؒ اور مکتبہ رشیدیہ آپ کے غم میں شریک ہیں۔

والسلام تنویر احمد شریفی عفی عنہٗ 9/ذوالقعدہ 1433ھ/ 27/ستمبر 2012ء

ناظم مجلس یادگارِ شیخ الاسلام و مکتبہ رشیدیہ، کراچی

مکتوب 6

بخدمت حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ

جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعد سلام مسنون عرض ہے کہ جامع مسجد پناہ گڑھ کوچن (ضلع اناکلم، اسٹیٹ کیرالہ) انڈیا میں مسند نشین خانقاہ رحیمیہ رائے پور حضرت اقدس شاہ سعید احمد رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کی غائبانہ نمازِ جنازہ بروز جمعہ 28-09-2012 بعد نمازِ جمعہ ادا کی گئی۔ جس کی امامت شافعی مسلک کے مولانا زین العابدین نے کی اور جس میں تقریباً دوسو افراد نے شرکت کی۔

نمازِ جنازہ کے بعد میری درخواست پر امام صاحب نے حضرت اقدس رائے پوریؒ کا تعارف ان الفاظ میں کرایا: ”موت العالم موت العالم، برعظیم ہندو پاک کی عظیم خانقاہ رحیمیہ رائے پور کے سجادہ نشین، امام شاہ ولی اللہؒ، مولانا محمود حسنؒ اور امام عبیداللہ سندھیؒ کی فکر و فلسفے کے وارث حضرت شاہ سعید احمد رائے پوری انتقال فرما گئے ہیں۔ اللہ ان کو جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔“ والسلام از محمد اِکرام بیگ

حال مقیم: پناہ گڑھ کوچن، ضلع اناکلم، اسٹیٹ کیرالہ، انڈیا

مکتوب 7

محترم مولانا مفتی عبدالخالق آزاد صاحب جانشین حضرت اقدس رائے پوری رابع رحمۃ اللہ علیہ

السلام علیکم و رحمة اللّٰہ و بر کاتہٗ

عرض یہ ہے کہ ہم اپنے مرشدِ کامل، محبوب رہنما، مربی، مجددِ ملت والدّین، اکابرین کا صحبت یافتہ اور پیغمبر انقلاب صلی اللہ علیہ وسلم کے سنت کا چلتا پھرتا نمونہ، حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ کی وفات ایک عظیم سانحہ قرار دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عنایت فرمائیں اور ان کی قائم کردہ جماعت کو صبر جمیل عنایت فرمائیں اور ان کے مشن کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں ان کی مدد کریں۔ شیطان اور سامراج کے پروپیگنڈوں سے بچا کر اپنی حفاظت میں لے لیں۔ آمین

(مولانا) احسان الحق مینگورہ، سوات (مالاکنڈ زون)

بقیہ خطبہ جمعة المبارک

دشمن تو چاہتا ہی یہی ہے کہ مسلمانوں کو تقسیم کر کے اپنے بین الاقوامی ظالمانہ سسٹم کا تصور دیا جائے۔ قرآن نے کہا: فرعونی سیاست کا بنیادی اصول Devide & Rule تقسیم کرو، لڑاؤ اور اپنی حکمرانی قائم رکھو۔ قدیم زمانے سے فرعونیت، قارونیت اور ہامانیت کا یہی کردار رہا ہے۔ آج مسلمان معاشرے فرعونی نظام کا عکس لیے ہوئے ہیں۔ تقسیم در تقسیم کے عمل میں اپنی وحدتِ فکری، وحدتِ اجتماعی، سیاسی اور معاشی وحدت پیدا کرنے سے قاصر ہیں۔ تو زوال پذیر نہیں ہوں گے تو کیا ترقی کریں گے؟ سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہمارے زوال کا سبب کیا ہے؟ اجتماعی نقطہ نگاہ سے سوچ اور فکر کا نہ رہنا، اجتماعی نقطہ نگاہ سے اپنی سیرت و کردار کو نہ ڈھالنا، نظم و ضبط اور ڈسپلن کے ساتھ منظّم اجتماعیت کا قائم نہ کرنا۔

محرم الحرام کی آمد سے ہجری سن کا آغاز ہوتا ہے، یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ امن و امان کا مہینہ ہے۔ عجیب بات ہوگئی، پاکستان میں یہ مہینہ شروع ہوتا ہے تو حکومت سر سے پاؤں تک، عوام اوپر سے نیچے تک لرز اٹھتے ہیں کہ نامعلوم اس امن کے مہینے کے اندر کس قدر بدامنی ہوگی۔ ملک کا وزیر داخلہ بیان دیتا ہے کہ ”کراچی میں جتنی پہلے قتل و غارت گری ہو رہی تھی، محرم میں اس سے کئی گنا زیادہ ہوگی۔“ پہلے سے بدامنی کی پیشین گوئیاں شروع ہوگئیں۔ امن کے مہینے کو بدامنی کا مہینہ بنا دیا۔ باہمی احترام کے مہینے کو باہمی نفرت اور تشدد کا مہینہ بنا دیا۔ انسانی جان و مال کے احترام کے مہینے کو ہم نے انسانی تباہی کا مہینہ بنا دیا ہے۔ زمانۂ جاہلیت، یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے مشرکین مکہ تو اس مہینے کا احترام کرتے تھے اور ہم جو مسلمان کہلانے والے ہیں، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے ہیں، وہ اس محترم مہینے کے بنیادی امن کے پیغام سمجھنے کے بجائے اسے خوف اور دہشت کا مہینہ بنا کر چھوڑ دیں، کتنی بڑی المیے کی بات ہے۔ ہمارے زوال کا بنیادی سبب بھی یہی ہے۔

آج درست نظریہ اور فکر دین اسلام کی تعلیمات کا صحیح اور سچا شعور، صحابہؓ کی اولوالعزم اجتماعیت کے تناظر میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آج ہم یہ عزم اور ارادہ کریں کہ ہمیں دین کو اجتماعی نقطہ نگاہ سے سمجھنا ہے۔ اس کے بنیادی فکر اور نظریے سے آگہی حاصل کرنی ہے۔ اس کی اساس پر اپنی سوسائٹی کی تشکیل کے لیے کردار ادا کرنا ہے۔ اور پھر محض نظریہ و فکر کافی نہیں، معلومات یا علم کا حصول کافی نہیں، بلکہ اس نظریے اور فکر کے مطابق اپنے رویے بھی پیدا کرنے ہیں، عملی کردار بھی بنانا ہے، سیرت کو بھی اس کے مطابق ڈھالنا ہے۔ منظّم اجتماعیت بھی پیدا کرنی ہے۔ یہی دراصل دنیا اور آخرت میں کامیابی کا واحد، آخری اور حتمی نسخہ ہے کہ ہم دین اسلام کی سچی تعلیمات کو صدقِ دل کے ساتھ وابستہ ہو کر اپنی دنیا اور آخرت کی کامیابی کے لیے ایک پُرعزم، حوصلہ مند کردار کردار ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ اللہ سے دعا ہے کہ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

rahimia.org

رپورٹ: مولانا زوہیب حسین، کراچی

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ کا دورۂ کراچی وحیدرآباد

حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری دامت برکاتہم العالیہ جانشین حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نور اللہ مرقدہٗ، جنوبی سندھ ریجن میں کراچی اور حیدرآباد میں متعلقین سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور کی دعوت پر دورے پر تشریف لائے۔

مؤرخہ 21/دسمبر 2012ء بروز جمعۃ المبارک کو جناح انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر رات 7:30 بجے حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری لاہور سے کراچی تشریف لائے۔ اس موقع پر جناب انجینئر آفتاب احمد عباسی، جناب وسیم اعجاز، ناظم ادارہ رحیمیہ کراچی کیمپس جناب انجینئر جان محمد گدارو، حضرت مولانا عطاء الرحمٰن شیرازی، جناب پروفیسر نعمان باقر نقوی اور دیگر کثیر تعداد میں نوجوان احباب نے حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کا پُرجوش استقبال کیا۔ بعد ازاں حضرت اقدس مع احباب ادارہ رحیمیہ کراچی کیمپس میں تشریف لائے۔ وہاں بھی موجود کثیر احباب نے حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کا استقبال کیا۔ اس موقع پر استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ جناب وسیم اعجاز نے تقریب کی نظامت کے فرائض سرانجام دیے۔ انھوں نے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ تلاوتِ قرآن حکیم کے بعد حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کی شان دار خدمات پر خراجِ تحسین پیش کیا۔ نیز انھوں نے حضرت رائے پوریؒ کے مشن کے ساتھ نوجوانوں کو وابستہ رہنے، اس کے مطابق عملی جدوجہد کرنے اور مشائخ رائے پور کے بتلائے ہوئے معمولات کی پابندی اور ان کی محبت اختیار کرنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد حضرت اقدس آزاد رائے پوری نے دعا فرمائی۔ اس طرح نشست کا اختتام ہوا۔ نمازِ عشا کی ادائیگی کے بعد دوستوں نے حضرت اقدس مدظلہٗ العالی سے رات گئے تک استفادہ کیا۔

مؤرخہ 22/دسمبر، بروز ہفتہ۔ حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ العالی صبح مین ایسٹ کراچی تشریف لے گئے، جہاں عزیز منزل (شاہراہ فیصل) پر زون ایسٹ کے دوستوں نے حضرت اقدس کا بھرپور استقبال کیا۔ نمازِ ظہر اور کھانے کے بعد عمومی استفادہ ہوا۔ اور اہل محلّہ سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ بعد ازعصر حضرت رائے پوری نے دوستوں سے خطاب فرمایا۔ نمازِ مغرب کے بعد مجلس ذکر کا اہتمام ہوا، جس میں کثیر تعداد میں دوستوں نے شرکت کی۔ بعد ازعشا دوستوں نے حضرت اقدس مدظلہٗ سے دعوتی اور تربیتی حوالے سے بھرپور استفادہ کیا اور حضرت اقدس نے دوستوں کے سوالات کے مفصل جوابات دیے۔

مؤرخہ: 23/دسمبر، بروز اتوار۔ حضرت اقدس مدظلہٗ کا قیام عزیز منزل میں رہا۔ اس دوران حضرت ڈاکٹر سید لیاقت علی شاہ مجاز حضرت رائے پوریؒ رابع بھی سکھر سے تشریف لے آئے تھے۔ پورے دن ملیر، لانڈھی، شاہ فیصل کالونی، گلشن حدید اور گلستانِ جوہر سے طلبا کی کثیر تعداد عزیز منزل حضرت اقدس سے استفادہ کے لیے حاضر ہوتی رہی۔ اسی دوران دوپہر کے وقت حضرت اقدس مدظلہٗ العالی جامعہ علوم اسلامیہ، بنوری ٹاؤن تشریف لے گئے، جہاں انھوں نے محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ، حضرت مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار شہیدؒ اور مولانا محمد بنوریؒ کے مزارات پر فاتحہ خوانی کی اور علما سے ملاقات کی۔ اس کے بعد مشہور بزرگ نواب عشرت علی قیصر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پر ان کے صاحبزادے جناب شاہ رُخ سے تعزیت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت شاہ سعید احمد رائے پوریؒ، حضرت نواب قیصر صاحبؒ کے چچا لگتے ہیں۔ نیز دونوں بزرگوں کے درمیان بڑا قریبی تعلق رہا ہے۔ کچھ دیر ان کے ہاں قیام کیا۔ عصر کی نماز عزیز منزل میں پڑھی اور پھر ساتھیوں نے حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ سے استفادہ کیا۔ بعد نمازِ مغرب مجلس ذکر ہوئی اور پھر سلسلۂ عالیہ رحیمیہ رائے پور میں لوگوں نے حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ سے بیعت کی۔

24/دسمبر بروز سوموار۔ حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد مدظلہٗ صبح کیماڑی تشریف لے گئے۔ اسی دوران حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن مجاز حضرت اقدس رائے پوریؒ رابع کوئٹہ سے کراچی تشریف لائے۔ کیماڑی کے دوستوں نے حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کا بھرپور استقبال کیا۔ نمازِ ظہر، طعام و آرام کے بعد حضرت اقدس مدظلہٗ العالی اور حضرت مفتی محمد مختار حسن سے الگ الگ نشستوں میں استفادہ کیا۔ بعد ازعصر حضرت مفتی محمد مختار حسن نے ''صالح فکر کی اہمیت'' پر مفصل خطاب فرمایا اور بعد نمازِ مغرب تمام احباب نے مجلس ذکر میں پوری توجہ سے شرکت کی۔ ذکر کے بعد حضرت اقدس مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ العالی نے ''سماجی تبدیلی کی ضرورت واہمیت'' پر گفتگو فرمائی۔ اس پر نشست تکمیل پذیر ہوئی۔

اگلے روز مؤرخہ 25/دسمبر، بروز منگل کو حضرت اقدس کا قیام کیماڑی میں ہی رہا۔ صبح 11 بجے لیبر ہال میں ایک بڑے سیمینار کا اہتمام تھا، جس میں حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن نے سلسلۂ رائے پور کے مشائخ اور ادارہ رحیمیہ کے فکر وعمل کا تعارف کرایا۔ ان کے بعد حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ العالی نے ''شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فکر کی عصر حاضر میں ضرورت و اہمیت'' کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا۔ اس سیمینار میں پورے کراچی سے بالعموم، اور کیماڑی سے بالخصوص کثیر تعداد میں نوجوان احباب نے شرکت کی۔ نمازِ ظہر کے بعد حضرت اقدس مدظلہٗ العالی اور حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن سے دوستوں نے استفادہ کیا۔ نمازِ مغرب کے بعد حسب معمول مجلس ذکر منعقد ہوئی اور پھر فضائل ذکر بیان کیے گئے۔ بعد ازعشا حضرت اقدس مدظلہٗ ڈیفنس تشریف لے گئے، جہاں پر انھوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری رحمہ اللہ کے عزیز راؤ فرخ کے مکان پر خاندان کے احباب کے ساتھ ملاقات کی۔ اس موقع پر خواتین کے لیے درسِ قرآن کا اہتمام کیا گیا تھا۔ چناں چہ حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ العالی نے درسِ قرآن ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں ادارہ رحیمیہ کراچی روانگی ہوئی۔

مؤرخہ 26/دسمبر بروز بدھ۔ حضرت اقدس مولانا مفتی عبدالخالق آزاد رائے پوری مدظلہٗ العالی، حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن، جناب آفتاب احمد عباسی اور جناب وسیم اعجاز کے ہمراہ حیدرآباد تشریف لے گئے۔ آپ سب سے پہلے جناب ڈاکٹر شعیب کے گھر پر تشریف فرما ہوئے، جہاں حیدرآباد کے احباب نے استقبال کیا اور حضرت اقدس سے استفادہ کیا۔ بعد از ظہرانہ حضرت اقدس مدظلہٗ العالی مدرسہ فتح الاسلام حر کیمپ میں تشریف لے گئے، جہاں شکار پور سے آئے ہوئے حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی مجاز حضرت رائے پوری رابع، جناب پروفیسر امجد علی آرائیں اور مہتمم مدرسہ مولانا محمد اشرف اُنڑ اور معززین علاقہ اور گرد و پیش سے آئے ہوئے کثیر تعداد میں احباب نے حضرت اقدس کا استقبال کیا اور اُن کے دورہ پر انتہائی مسرت کا اظہار کیا۔ حسبِ معمول نمازِ مغرب کے بعد مجلس ذکر جامع مسجد مدرسہ فتح الاسلام میں منعقد ہوئی، جہاں کثیر احباب نے شرکت کی۔ عشا کی نماز کے بعد حیدرآباد پریس کلب میں بیاد

rahimia.org

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ ایک بڑا سیمینار کا اہتمام کیا گیا، جس میں پہلے حضرت مفتی محمد مختار حسن نے خطاب کیا۔ بعدازاں حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری قدس سرہٗ کی زندگی کے اہم پہلو بیان کیے۔ انھوں نے بتلایا کہ: ''حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نے 1947ء کے بعد پُرآشوب ماحول میں دینِ اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں خداپرستی اور انسان دوستی کی اساس پر نوجوانوں کی شعوری تربیت کرتے ہوئے اُن میں نظم و ضبط پیدا کرنے کی عظیم جدوجہد اور کوشش کی ہے۔'' اس سیمینار میں حیدرآباد میں موجود حضرت اقدسؒ سے تعلق رکھنے والے مریدین، متعلقین اور کثیر تعداد میں نوجوان احباب نے شرکت کی۔ بعدازسیمینار حضرت اقدس مدظلہٗ العالی مع احباب، جناب ڈاکٹر طیب دین میمن کے گھر عشائیے کے لیے تشریف لے گئے۔

مؤرخہ: 27/دسمبر، بروز جمعرات۔ صبح کراچی واپس آتے ہوئے جام شورو یونیورسٹی کے پروفیسر جناب زین العابدین کی والدہ ماجدہ کے انتقال پُرملال پر تعزیت کے لیے ان کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں ایک مدرسے میں حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ نے اہلِ علاقہ اور مدرسے کے طلبا سے خطاب فرمایا۔ اس کے بعد مدرسے کے مہتمم مولانا عبدالقادر میمن اور دیگر اساتذۂ حدیث نے حضرت اقدس رائے پوری مدظلہٗ کے سامنے بخاری شریف کی پہلی اور آخری حدیث پڑھ کر ان سے اجازتِ حدیث حاصل کی۔ حیدرآباد سے روانہ ہو کر دوپہر 2 بجے ادارہ رحیمیہ کراچی آمد ہوئی، جہاں رحیمیہ زون کے احباب نے حضرت اقدس کا پُرتپاک استقبال کیا۔ نمازِ عصر کے بعد حضرت اقدس مدظلہٗ العالی جناب آفتاب احمد کی رہائش گاہ چلے گئے، جہاں کثیر تعداد میں موجود خواتین کے لیے آپ نے درسِ قرآن ارشاد فرمایا۔ اسی دوران حضرت مفتی محمد مختار حسن نے ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ میں ''نظم و ضبط کی اہمیت'' کے موضوع پر مفصل خطاب فرمایا، جس میں کثیر تعداد میں نوجوان شریک ہوئے۔ حسبِ معمول مجلس ذکر ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ میں منعقد ہوئی، جس میں تمام کراچی سے آئے ہوئے کثیر احباب نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ بعد نمازِ عشا رحیمیہ زون کی طرف سے ادارہ رحیمیہ میں ایک دعوتی سیمینار کا انعقاد کیا گیا تھا، جس میں حضرت اقدس مدظلہٗ العالی نے سیرتِ نبوی موضوع پر مفصل خطاب فرمایا اور دعا سے اس نشست کی تکمیل ہوئی۔

28/دسمبر بروز جمعہ کو حضرت اقدس مدظلہٗ العالی نے صبح کا ناشتہ راؤ محمود صاحب کے مکان واقع بفرزون نارتھ کراچی میں کیا۔ ناشتے کے بعد حضرت اقدس نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لیے جامع مسجد رحمانیہ نارتھ کراچی تشریف لے گئے۔ آپ کے ہمراہ حضرت مفتی محمد مختار حسن بھی تھے۔ وہاں پہنچنے پر مولانا عطاء الرحمٰن شیرازی خطیب جامع مسجد رحمانیہ اور نارتھ کراچی کے احباب نے حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کا استقبال کیا۔ نمازِ جمعہ سے قبل مولانا مفتی مختار حسن نے خطاب فرمایا۔ بعدازاں حضرت اقدس مدظلہٗ العالی نے خطاب فرمایا اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور نمازِ جمعہ پڑھائی۔ نمازِ جمعہ کے بعد اہلِ محلّہ اور کثیر تعداد میں احباب نے حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کے ہاتھ پر بیعتِ توبہ کی اور آپ نے احباب کے لیے دعا کی۔ ظہرانے کا اہتمام مولانا عطاء الرحمٰن شیرازی کی طرف سے تھا۔ بعدازظہرانہ علاقے کے علمائے کرام اور معززین علاقہ کے ساتھ نشست ہوئی، جس میں معروف محقق جناب پروفیسر ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری بھی تشریف لائے۔ انھوں نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کی تعزیت کرتے ہوئے ان کی جدوجہد پر خراجِ تحسین پیش کیا۔ حضرت اقدس رائے پوری اور ان کے درمیان مختلف علمی موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی۔ بعدازاں حضرت اقدس مدظلہٗ العالی مع احباب نارتھ کراچی میں مولوی سعد احمد خاں کے قائم کردہ ''السعید پبلک اسکول'' کا افتتاح کیا اور دعا فرمائی۔ اس روز بھی مجلس ذکر حسبِ معمول ادارہ رحیمیہ کراچی میں منعقد ہوئی، جس میں احباب نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ نمازِ عشا کے بعد پورے کراچی سے آئے ہوئے اسکالرز، مدرسین و محاضرین کے ساتھ ایک خصوصی نشست حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کے ساتھ ہوئی، جس میں حضرت اقدس مدظلہٗ العالی نے دوستوں کے سوالات کے جوابات دیے اور تربیت کے بنیادی خطوط و اصول بتائے کہ نوجوانوں کی تربیت کن امور پر ہونی چاہیے۔

مؤرخہ 29/دسمبر 2012ء کو بھی حضرت اقدس کا قیام ادارہ رحیمیہ کراچی کیمپس میں ہی رہا۔ صبح سے ہی دوستوں کی مختلف تربیتی و دعوتی نشستو میں احباب نے استفادہ کیا۔ حسبِ معمول مجلس ذکر ادارہ میں ہوئی۔ بعد از عشا ایک دعوتی سیمینار کا انعقاد کیا گیا، جس میں بالخصوص لیاری زون کے اور بالعموم گردونواح سے آئے ہوئے کالجز و یونیورسٹیز کے نوجوانوں نے شرکت کی۔ صبح حضرت اقدس مدظلہٗ العالی مع احباب مولانا محمود کی دعوت پر ان کے مدرسے تشریف لے گئے، جہاں حضرتؒ نے دعا فرمائی۔ بعدازاں حضرت اقدس بابو عبدالمجید سے ملنے ان کی رہائش گاہ ڈیفنس تشریف لے گئے، جو حضرت اقدس رائے پوری ثالث و رابع کے دورۂ کراچی میں میزبان رہا کرتے تھے۔ انھوں نے حضرت اقدس رائے پوری ثالث و رابع کے ساتھ بیتی ہوئی یادداشتیں سنائیں اور بڑی عقیدت کا اظہار کیا۔ وہاں سے واپسی پر حضرت رائے پوری ثالث و رابع کے معتقدِ خاص حکیم ایس ایم اقبال کے پاس حضرت اقدس مدظلہٗ العالی تشریف لے گئے، جہاں حکیم صاحب نے حضرت اقدسؒ کے وصال پر گہرے دکھ اور غم کا اظہار کیا اور سلسلۂ رائے پور سے اپنے تعلق کی یادیں بیان کیں۔

30/دسمبر، بروز اتوار کو بھی حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کا قیام ادارہ رحیمیہ کراچی میں رہا۔ صبح 10 بجے محاضرین علوم اسلامیہ کے ساتھ حضرت اقدس سے بھرپور نشست ہوئی، جس میں محاضرین نے بھرپور استفادہ کیا۔ بعدازظہر حضرت اقدس مدظلہٗ العالی گلشن معمار میں راقم سطور کے گھر تشریف لے گئے، جہاں انھوں نے راقم سطور کا نکاح پڑھایا۔ اس سے قبل آپ نے نکاح کی دینی اور سماجی اہمیت پر شرکا سے مختصر خطاب کیا اور دعا فرمائی۔ بعدازظہرانہ ادارہ رحیمیہ کراچی واپسی ہوئی۔ بعدازعصر احباب نے حضرت اقدس مدظلہٗ العالی سے استفادہ کیا۔ حسبِ معمول مجلس ذکر ادارہ رحیمیہ کراچی میں منعقد ہوئی اور کثیر تعداد میں احباب نے شرکت کی۔ بعد ازعشا دورے کی تکمیلی نشست کا اہتمام ہوا، جس میں پہلے مولانا مفتی محمد مختار حسن نے خطاب فرمایا۔ بعدازاں حضرت رائے پوری مدظلہٗ العالی نے حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کے حالاتِ زندگی اور ان کے مشن اور اس کے فروغ کے حوالے سے مفصل خطاب فرمایا اور نوجوانوں سے تاکید فرمائی کہ حضرت اقدسؒ سے ارادت اور تعلق کا سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ ہم حضرت اقدسؒ کے مشن کے ساتھ گہری وابستگی کا اظہار کریں۔ اور اس مشن پر ڈٹ جائیں، جس پر حضرتؒ نے دن رات کی پرواہ کیے بغیر اپنی پوری زندگی لگا دی۔

مؤرخہ 31/دسمبر بروز سوموار کو حضرت اقدس مدظلہٗ العالی صبح 8 بجے کراچی ائیرپورٹ سے لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ جہاں حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن، جناب آفتاب احمد عباسی اور دیگر احباب نے حضرت اقدس مدظلہٗ العالی کو الوداع کہا۔ آپ کے ہمراہ جناب وسیم اعجاز بھی تھے۔ اس طرح حضرت رائے پوری مدظلہٗ العالی کا 11 روزہ دورۂ کراچی مکمل ہوا۔

تحریر: حافظ محمد شفیق، لاہور

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کا مشن ونظریہ، اوصاف اور خوبیاں

حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوری نوراللہ مرقدہٗ کی ذاتِ گرامی اپنی اندر ایک عظیم الشان جامعیت لیے ہوئے تھی۔ آپؒ بلاشبہ تاریخ ساز اور بلند مرتبت شخصیت تھے۔ اللہ رب العزت نے آپ کو کمالِ صفات سے متصف کیا تھا۔ آپؒ طریقت وتصوف کے رہبر و رہنما، علم وحکمت وشریعت کے ماہر، داعیٔ شعور وسیاست، مربی ورہبر ومرشد، اخلاص وللّٰہیت کے پیکر، عزم واستقلال کے پہاڑ، شفقت ومہربانی کا سمندر، فہم وبصیرت کے جوہر سے مالا مال اور مایوسی کے دور میں امید کی کرن تھے۔ حضرت اقدسؒ آج کے دور کے امام ومجدد تھے۔ آپؒ نے اسلام کی جامعیت، اس کی انقلابی وسماجی تعلیمات، سیرتِ نبویؐ وصحابہ کرامؓ کے انسانیت دوست اقدامات اور قرآن کا نظریۂ سیاست، معیشت وسماج کا کروایا اور دوسری طرف آپؒ نے زوال کے بعد فکر وفلسفہ متعین کرنے والی ہستی، دورِ حاضر کے مسائل کا بہترین حل پیش کرنے والی ذات اور قرآن وحدیث کے علوم کو انقلابی وسماجی نقطہ نظر سے پیش کرنے والی شخصیت حضرت الامام شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے فکر ونظریے، پروگرام ولائحۂ عمل، جماعت و تحریک اور اُس عظیم الشان تسلسل سے ہمیں وابستہ کیا۔ آپؒ کا ہم پر اور پوری قوم پر احسان ہے کہ آپؒ نے ایک طرف آزادی وحریت، امن وعدل، خوش حالی وترقی کے انسانیت دوست فکر و نظریے کا تعارف کروایا اور دوسری طرف عقل وشعور، اخلاص وللّٰہیت، عزم وہمت اور اللہ کی ذات سے اپنا تعلق رکھنے والے اولوالعزم حضرات اولیائے کرام واکابرین سے وابستہ کیا۔

حضرت اقدسؒ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپؒ نے دین مخالف ماحول اور نظریے پر بننے والے ملک، مسخ شدہ تعلیمی نظام اور بڑی مخالفتوں کے باوجود نوجوان نسل میں اپنے اکابر کا نظریہ ومشن، اُن کی انقلابی سوچ وفکر منتقل کی۔ آپؒ نے ایک ایسے ملک میں اپنے اکابرین کا تعارف کروایا کہ جہاں اُن کا نام لینا جرم شمار ہوتا ہے۔ آپؒ نے شہر شہر، قریہ قریہ، بستی بستی جا کر اس نظریہ وفکر کی اشاعت کی۔ آپؒ نے اسلام کے اس عظیم الشان تسلسل اور اعلیٰ فکر ونظریے کا نہ صرف نوجوانوں کو تعارف کروایا، بلکہ اُس کا مکمل تربیتی ڈھانچہ ونظام دیا، جس میں ایسے رجالِ کار تیار ہوتے ہیں، جو قرآنی نظریہ وفکر پر دسترس بھی رکھتے ہیں۔ سیرتِ نبوی اور صحابہ کی انقلابی تعلیمات اور اُن کے قائم کردہ انسانیت دوست نظام سے بھی آشنا ہیں۔ علم وحکمت وشعور کی دولت سے بھی مالا مال ہیں اور حالاتِ حاضرہ کا گہرا ادراک اور سامراج کی چال بازیوں کو بھی سمجھتے اور پہچانتے ہیں۔ حضرت اقدسؒ کا ہم پر ایک اور بہت بڑا احسان یہ ہے کہ آپؒ نے ہمیں ایک اعلیٰ نظریہ ومقصدِ زندگی عطا کیا۔ جس شخص کے پاس زندگی گزارنے کا نظریہ، نصب العین اور کوئی مقصد ہو، وہ کبھی دنیا میں مایوس نہیں ہوتا۔ آپؒ کا کمال ہے کہ آپؒ نے اس مایوسی کے دور میں جہاں ہر طرف افراتفری، تنگ نظری وتعصب، تشدد ونفرت، جہالت وخوف، بدامنی و بے یقینی کی صورتِ حال ہے، وہاں آپؒ نے اجتماعیت، وسعتِ نظری وقلبی، محبت واخوت، علم و شعور وترقی، امن وعدل کا پیغام اور انسانیت دوست نظریہ وسوچ دی۔ اس طرح آپؒ نے ہماری زندگی کو اطمینان بخشا اور اسے بامقصد بنایا۔ اور جس طرح قرآن مجید میں صحابہؓ کو مخاطب ہو کر ارشاد ہوتا ہے کہ ’’تم آگ کے کنارے پر تھے، ہم نے تم کو بچایا۔‘‘ اسی طرح ہم بھی گرد و پیش کا جائزہ لیں تو ہماری بھی وہی کیفیت تھی، لیکن حضرت اقدسؒ نے ہمیں قرآن اور سیرت کی سچی تعلیمات سے وابستہ کر کے ہمیں اس آگ سے بچایا۔ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں تشدد وانتہا پسندی، فرقہ وارانہ سوچ وتنگ نظری اور پُرتشدد نظریات کا پرچار کیا جاتا ہے، لیکن حضرت اقدسؒ کا کمال کارنامہ ہے کہ آپؒ نے ہمیں اس دلدل سے محفوظ کیا۔ ہمارے اندر عدمِ تشدد اور انقلابی مزاحمت کی سوچ پیدا کی۔ ہمیں انسانیت دوستی کا فکر سکھایا۔ ہمیں سامراج کے پھیلائے ہوئے اس جال سے بچایا۔ حضرت اقدسؒ نے اس خطے میں نہ صرف سچے علما کے نظریے کو زندہ ومحفوظ رکھا، بلکہ انھوں نے ہماری بھی حفاظت کی۔ حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ نے نظریہ ومشن کو عام کرنے، نوجوان نسل تک منتقل کرنے، اُن کی ذہنی، فکری وعملی تربیت کرنے اور اُن کے اندر قائدانہ صلاحیت واستعداد پیدا کرنے کے لیے بذاتِ خود عمدہ صفات وکردار کا مظاہرہ کیا۔ تاکہ آپ سے وابستہ افراد بھی ان اخلاقِ فاضلہ کی پیروی و اتباع کریں۔ آپؒ میں مندرجہ ذیل صفات وخوبیاں نمایاں تھیں۔

نظریے پر استقامت وپختگی: حضرت اقدسؒ کی یہ خصوصیت کمال درجے کی تھی۔ آپؒ نے اپنے اکابرین سے جو نظریہ ومشن سیکھا، حضرت امام شاہ ولی اللہ کے فکر پر آپ کو جو اعتماد پیدا ہوا، آپ اُس نظریے اور فکر پر ہمیشہ قائم اور ثابت قدم رہے۔ آپؒ نظریے ومشن پر استقامت کا پہاڑ تھے۔ آپؒ پر زندگی میں بہت سی مشکلات آئیں۔ سخت سے سخت آزمائشیں آئیں، مخالفین نے ہر طرح کے ہتھکنڈے آزمائے کہ جس سے وہ آپؒ کو اپنے مشن ونظریے سے ہٹا دیں، سامراج اور اس کے حواریوں نے سینکڑوں ہتھکنڈے آزمائے، لیکن کوئی بھی سازش، کوئی بھی ابتلا وآزمائش، کوئی بھی مخالفت وفتویٰ بازی آپؒ کو اپنے عزم سے پیچھے نہ ہٹا سکی۔ آپؒ بڑی بہادری اور ہمت کے ساتھ ایک پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے۔ آپؒ ہمیشہ یہی دعا کرتے رہے کہ ’’اے اللہ! ہدایت عطا فرمانے کے بعد ہمیں ثابت قدم رکھ۔‘‘ اور اپنے نوجوانوں اور ساتھیوں میں بھی یہی سوچ منتقل کرتے رہے کہ یہ مشکلیں اور آزمائشیں تمھیں اونچا اڑانے اور تمہاری ترقی کے لیے ہوتی اور یہ بھی فرماتے کہ: ’’حق والوں کی پہچان یہی ہے کہ اُن کی مخالفت ہوتی ہے۔‘‘ آپؒ انبیاؑ، صدیقین، صالحین، علمائے ربانیین کی عملی مثالوں کے ذریعے مخاطبین میں اپنے نظریے پر صبر واستقامت کا جذبہ پیدا کرتے۔ آپؒ کی پوری زندگی اس پر شاہد ہے کہ ہزاروں تکلیفوں اور آزمائشوں کے باوجود اپنے نظریے پر استقامت کے ساتھ ڈٹے رہے اور مخالفین کی سب چالیں ناکام ہوئیں۔

قرآن مجید رغبت ومحبت: آپؒ میں قرآن مجید سے عقیدت ومحبت انتہائی اعلیٰ درجے میں تھی۔ یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ آپؒ کی ساری زندگی قرآن مجید کی انقلابی تعلیمات کی اشاعت، ترویج اور قرآن مجید کے فکر ونظریے پر نوجوانوں کی تعلیم وتربیت میں گزری۔ آپؒ نے قرآنی تعلیمات کے احیا کے لیے مدارس ومراکز کا قیام کیا اور ایسے رجالِ کار تیار کیے، جو کلامِ الٰہی کی انقلابی تعلیمات سے نہ صرف بہرہ ور ہیں بلکہ اس کی احیا واشاعت کے لیے سرگرم کردار ادا کر رہے ہیں۔ آپ نے نوجوانوں میں قرآنی تعلیمات کے فروغ اور قرآنی نظریے کو سمجھنے کے لیے دورۂ تفسیر قرآن حکیم کا اجرا کیا، جو تقریباً تسلسل کے ساتھ تیس برس تک جاری رہا۔ جہاں سے ہزاروں نوجوانوں نے قرآنی انقلابی نظریے وسوچ اور قرآن کے عملی سیاسی، معاشی اور سماجی نظام کو سیکھا۔ اسی طرح آپؒ اکثر قرآنِ مجید کی تلاوت میں مصروف رہتے اور اول وقت میں بیدار ہو کر کلامِ الٰہی کی تلاوت کرتے۔ اسی طرح رمضان المبارک میں

کئی کئی قرآن پاک مکمل کرتے۔ اور اپنی گفتگو میں اور بیعت کے کلمات میں بھی قرآن مجید کی تلاوت اور اس کی تعلیمات کی تلقین فرماتے۔

فہم و بصیرت اور تدبر: اللہ رب العزت نے آپؒ کو عقل و شعور اور فہم و بصیرت کا خاص ملکہ و جوہر عطا کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جو اولوالعزم لوگوں کی صفت بیان کی ہے کہ وہ صاحب بصیرت و صاحب عقل ہوتے ہیں، یہ خصوصیت آپؒ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ آپؒ سیاسی، معاشی، سماجی اور گرد و پیش کا گہرا ادراک رکھتے اور اسلام دشمن قوتوں کی حکمتِ عملیوں اور اُن کی چال بازیوں کو خوب سمجھتے اور نوجوان نسل کی اس حوالے سے خصوصی تربیت کرتے۔ اسی لیے آپؒ سیاسی، معاشی، سماجی، معاشرتی اور اجتماعی مسائل کا بڑی گہرائی سے تجزیہ کرتے اور اُن کا بہترین حل پیش فرماتے۔ یہ آپؒ کی بصیرت کا ہی کمال ہے کہ آپؒ نے کٹھن اور مشکل حالات کے باوجود نوجوانوں کی تربیت و تنظیم، نظریے کا فروغ و ابلاغ اور جماعتی عمل کو آگے بڑھایا اور مخالفین کی ساری چالیں ناکام بنا دیں۔ سامراج نے اس خطے میں اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے اس خطے میں جو بھی لائحۂ عمل اختیار کیا تو آپؒ نے بڑے تدبر کے ساتھ اپنی بصیرت و عقل و شعور کی روشنی میں بروقت اُس سے آگاہ کیا اور تاریخ نے ایسے کئی واقعات پر مہر تصدیق ثبت کی۔ اسی طرح حضرت اقدسؒ کے متعلقین اپنی ذاتی، انفرادی، کاروباری اور خاندانی اُلجھنوں کو آپؒ کے سامنے پیش کرتے تو آپؒ اُن کی بہترین رہنمائی فرماتے۔ اور آپ کے مشورے اور تائید سے شروع کیے ہوئے کام بہترین نتائج پیدا کرتے۔

بہترین داعیِ دینِ متین: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ''اپنے رب کی طرف حکمت، موعظتِ حسنہ اور احسن طریقے سے مجادلہ کے ذریعے بلائیں۔'' حضرتؒ اقدس میں یہ تینوں خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں۔ آپؒ کمال حکمت کے ساتھ مخاطب کی ذہنی سطح و معیار کو پرکھتے۔ چھوٹے چھوٹے اہم سوالات کے ذریعے مدعو کے ذہن میں سوچنے، غور و فکر کا ملکہ و مہارت پیدا کرنے اور بہترین اور عمدہ طریقے سے اور جامع جملوں کے ذریعے نظریہ و فکر نوجوان کے ذہن میں منتقل کرتے۔ آپؒ کی مجلس میں بیٹھا ہوا کوئی بور سے بور شخص بھی کھل اٹھتا۔ خاموش طبع بھی خیالات کا اظہار کرنے لگتا اور بہت زیادہ علمیت والا بھی آپؒ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو یہ خاص کمال عطا فرمایا تھا کہ مخاطب کی ذہنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اور اس کی سطح پر آ کر اُسے دعوت دیتے۔

آپؒ کے دعوت دینے کا انداز انتہائی دلکش، مسحور کن اور کشش لیے ہوتا تھا۔ جو شخص صرف ایک دفعہ ہی آپ کی مجلس میں بیٹھا ہو، وہ ساری زندگی آپؒ سے متاثر رہا اور آپؒ کی تعریف کی۔ آپؒ ایسی گفتگو فرماتے کہ مخاطب سمجھ رہا ہوتا کہ یہ سارے مسائل و گفتگو میری ذات کے متعلقہ ہیں۔ اسی طرح حضرت اقدسؒ نے بہت ہی نرم اور حلم کے انداز میں نوجوان نسل کو اپنے قریب کیا اور انھیں دعوت دی۔ اکثر نوجوانوں کو فرماتے تھے کہ: ''اگر کوئی نہ ملے تو دیوار کی طرف منہ کر کے دعوت دیا کرو، تا کہ نظریہ و فکر میں تازگی رہے۔''

جامع و مختصر ترین گفتگو: اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ بے نظیر ملکہ عطا فرمایا تھا کہ آپ کی گفتگو انتہائی اختصار اور جامعیت لیے ہوتی۔ آپؒ ہمیشہ چھوٹے چھوٹے جملوں اور الفاظ کا انتخاب کرتے، لیکن وہ جملے اپنے اندر وسیع مفہوم اور گہرائی لیے ہوتے۔ احقر کا ذاتی مشاہدہ بھی ہے کہ آپؒ بڑے بڑے مشکل مسائل اور سوالات کا انتہائی مختصر اور جامع جواب دیتے۔ آپؒ ہمیشہ الفاظ کا انتخاب مخاطب کو پیش نظر رکھ کر کرتے۔ مذہبی ماحول اور علما کی اُن کے مزاج کے مطابق رعایت رکھتے۔ عصری تعلیم سے تعلق رکھنے والے حضراتؒ سے اُن کے معیار کا خیال رکھتے ہوئے گفتگو فرماتے۔ سادہ مزاج اور کم پڑھے لکھے حضرات کے ساتھ انھی کے ماحول کے مطابق مثالیں دیتے اور ایک خاص علاقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے سامنے اُن کے علاقے کے ماحول و مزاج کے مطابق گفتگو فرماتے۔ گویا یہ جوہر آپؒ میں کمال درجے کا تھا کہ ہر ایک کے حالات، ماحول، مزاج اور ذہنی استعداد کا خیال رکھتے ہوئے جامع مختصر ترین گفتگو فرماتے۔ ایک دفعہ ایک صاحب، جو معاشی پریشانی و بدحالی کا شکار تھے، حضرت سے پوچھتے ہیں کہ آج کے دور میں سب سے بڑی نیکی کیا ہے؟ آپؒ نے برجستہ جواب دیا: ''اللہ کی مخلوق سے ظلم دور کرنا۔'' آپؒ دیکھیے کہ بظاہر یہ ایک مختصر جملہ ہے، لیکن اپنے اندر انتہائی گہرا اور وسیع مفہوم رکھتا ہے۔ وہ شخص بہت خوش ہوا اور متاثر ہوا۔

شفیق و رحم دل: حضرت اقدسؒ ویسے تو اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کا مظہر تھے، لیکن شفقت و محبت، رحم دلی اور نرمی آپؒ میں کمال درجے کی تھی۔ اپنے سے وابستہ حضرات کی غلطیوں اور کمزوریوں کو نظر انداز کرنا اور اُن کی کوتاہیوں پر درگزر کرنا اور اُن کی خامیوں کی رحم آمیز اصلاح کرنا اور ہمیشہ شفقت و محبت سے پیش آنا اور اُن کے چھوٹے چھوٹے کیے ہوئے کاموں پر حوصلہ افزائی کرنا اور مشکل حالات میں ہمت بندھانا، یہ وہ خوبیاں اور صلاحیتیں ہیں، جو ہمیشہ ہمیں حضرت اقدسؒ کی یاد دلاتی رہیں گی۔ آپؒ کو دیکھا کہ آپؒ یقیناً ایک باپ سے بڑھ کر شفیق اور ماں سے بڑھ کر رحم کرنے والے تھے۔ اور بہترین دوست کی طرح ہمدرد تھے۔ ہر کوئی یہی خیال کرتا کہ حضرت اقدسؒ سب سے زیادہ مجھے چاہتے اور پسند کرتے ہیں۔ ہر کوئی اپنی زندگی کے دکھ درد، غم و مصائب اور مشکلیں آپؒ کے سامنے پیش کرتا اور آپؒ ایک سمندر تھے کہ ہر کسی کا غم، درد اور تکلیف کو اپنا سمجھ کر اُسے اپنے گلے سے لگاتے۔ اور کسی بھی شخص کے ساتھ چاہے کتنی ہی مدت کے بعد ہی ملاقات کیوں نہ ہوتی، اُس سے اُس کے ذاتی، گھریلو مسئلے کے بارے میں لازمی پوچھتے کہ مسئلہ حل ہوا کہ نہیں۔ آپؒ کی یہی محبت و نرم دلی کی خصوصیت کا کمال ہے کہ ہزاروں نوجوان آپؒ سے وابستہ ہوئے۔ آپؒ سے قرآنی تعلیمات و نظریات، سیرتِ نبویؐ، صحابہؓ کے مشن اور اولیاء اللہ کی تعلیمات سیکھیں۔ اور آپ کی شفقت کا ہی نتیجہ ہے کہ یہ نوجوان حضرتؒ کے بعد بھی حضرت کے مشن اور پروگرام پر نہ صرف قائم ہیں، بلکہ اس کو آگے منتقل کرنے کی جدوجہد میں مصروف ہیں۔

مستقل مزاجی: حضرت اقدسؒ کی شخصیت میں ایک اور خوبی اور وصف آپ کی مستقل مزاجی تھی۔ آپ ہمیشہ مستقل مزاجی اور مداومت کے سے تمام امور سرانجام دیتے۔ نظریے کی اشاعت و تبلیغ کے لیے یہ صلاحیت بہت ضروری ہے، جو آپؒ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔ جب آپ ایک کام کو شروع کرتے تو ہمیشہ اُسے مستقل مزاجی کے ساتھ مکمل کرتے۔ سفر، حضر، بڑھاپا، کمزوری اور کوئی بھی دیگر عذر آپؒ کی اس مستقل مزاجی کو متاثر نہ کر سکا۔ یہاں تک کہ بڑھاپے اور کمزوری و ضعف کے باوجود آپؒ مستقل مزاجی سے اور ہمت و بہادری سے اپنے کام سرانجام دیتے۔ اور اس ضعف و کمزوری میں بھی اگر کوئی ایک دوست بھی آپ کے پاس آ جاتا تو آپؒ اس کو گھنٹوں پروگرام کی دعوت دیتے رہتے۔ نظریے کے پھیلاؤ اور اشاعت کا جو کام آپؒ نے اپنی جوانی میں شروع کیا تھا، اُسے آپ نے بڑی مستقل مزاجی اور تسلسل کے ساتھ عمر کے آخری ایام تک جاری و ساری رکھا۔ اس طرح آپؒ کی ذاتی زندگی کی بہت سی مثالیں ہیں، جو آپؒ کے اس وصف کو نمایاں کرتی ہیں۔ (جاری ہے)

rahimia.org

Monthly RAHIMIA Lahore CPL No. 59

دینی مسائل

اس صفحے پر قارئین کے سوالات کے جوابات دیے جاتے ہیں!

از جناب مفتی عبدالغنی قاسمی شعبہ دارالافتاء ادارہ رحیمیہ علومِ قرآنیہ (ٹرسٹ) لاہور

براہِ راست سوالات پوچھنے کے لیے رابطہ کریں: 0321-4431184

سوال (1): دینی اور سماجی کاموں میں مصروف حضرات جو صاحبِ نصاب ہیں، اگر اپنا مال اپنی اہلیہ کی ملکیت میں دے دیں اور اس حیلے سے زکوٰۃ کا پیسہ لینا چاہیں تو درست ہے یا نہیں؟

عمران خان فیصل آباد

جواب: جو لوگ صاحبِ نصاب ہیں، ان کے لیے زکوٰۃ کی رقم لینا درست نہیں اور مذکورہ حیلے سے زکوٰۃ لینا ظاہرِ فتوے کی رُو سے اگرچہ جائز ہو جائے گا، مگر ان کا یہ فعل نہایت بُرا اور قابلِ مؤاخذہ ہے۔

سوال (2): ہمارے بھائی صدیق احمد کا انتقال ہو گیا ہے، ان کے ورثا میں ایک بیوہ، تین بیٹے اور ایک بیٹی ہے۔ والدین کا پہلے ہی انتقال ہو چکا ہے۔ شرعی طور پر صدیق احمد کی وراثت کیسے تقسیم ہو گی؟

محمد دانش جھنگ

جواب: کفن دفن کے اخراجات کے بعد صدیق احمد کے ذمے اگر کوئی قرض ہے تو اس کو ادا کیا جائے۔ پھر اگر انھوں نے کوئی وصیت کی ہے تو 1/3 حصہ مال تک اس کو نافذ کیا جائے۔ اس کے بعد مالِ وراثت کے کل آٹھ حصے ہوں گے، جن میں سے دو، دو حصے ہر ایک بیٹے کو اور ایک ایک حصہ بیٹی اور بیوہ کو ملے گا۔

سوال (3): نمازِ جنازہ کی صفوں میں کتنا فاصلہ ضروری ہے؟ مختار احمد کھڈیاں، قصور

جواب: نمازِ جنازہ کی صفوں کے درمیان اتنا فاصلہ کافی ہے، جس سے ہر ایک صف علاحدہ نظر آئے۔ سجدے کی مقدار جگہ چھوڑنا ضروری نہیں۔

سوال (4): میں نے ایک عورت سے موبائل فون پر نکاح کیا ہے، اس طرح پر کہ میرے پاس دو گواہ موجود تھے اور ایسے ہی لڑکی کے پاس بھی دو گواہ موجود تھے۔ فون کا سپیکر کھول کر دونوں کا ایجاب و قبول ہوا، جس کو لڑکی کے گواہوں نے بھی سنا اور لڑکے کے گواہوں نے بھی۔ تو کیا یہ نکاح شرعاً درست ہے یا نہیں؟

محمد زکریا کھڈیاں، قصور

جواب: یہ نکاح درست نہیں ہوا، البتہ نکاح کرنے والوں کے درمیان فاصلہ ہو تو اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اس مقام پر جہاں مرد رہتا ہے، عورت قبول نکاح کا ایک وکیل مقرر کر دے۔ مرد دو گواہوں کی موجودگی میں ایجاب کے الفاظ کہے گا اور عورت کا وکیل اس کی طرف سے گواہوں کی موجودگی میں قبول کرے گا۔ نکاح کے وقت حق مہر کا ذکر ہونا چاہیے۔ جس کی ادائیگی مرد کے لیے ضروری ہے اور نکاح میں خاندان کی مشاورت شرعاً بہت اہم ہے۔

حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمٰن خیر آبادی (مفتی دار العلوم دیوبند) کا حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد رائے پوریؒ کے سانحۂ وفات پر تعزیتی مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 3/3/2013

محترم و مکرم مفتی عبدالخالق صاحب آزاد زیدت معالیکم

السلام علیکم و رحمة الله ! حضرت اقدس مولانا شاہ سعید احمد صاحب رائے پوریؒ کے جانکاہ حادثہ کی خبر ملی تھی۔ یہ خبر سن کر انتہائی افسوس اور رنج و غم ہوا۔ إنا لله و إنا إليه راجعون. إنّ لِلّٰه ما أخذ و له ما أعطى، كل إلى أجل مسمىّ فلتصبر و لتحتسب! حضرت مولاناؒ ہمارے اکابر کی یادگار، رائے پور کے بزرگوں کی روایات کے امین تھے۔ آپؒ نے قطبِ عالم حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحبؒ رائے پوری کی خدمت میں ۳۲ سال زندگی گزاری اور حضرتؒ والا کی صحبت نے آپؒ کو کندن بنا دیا۔ وہاں خوب فیضیاب ہوئے، یہاں تک کہ ان ہی کے رنگ میں رنگ گئے۔ آپ کو حضرتؒ والا سے بھی خلافت ملی اور شاہ عبدالعزیز (رائے پوری) سے بھی خلافت ملی۔ ماشاء اللہ آپؒ اپنے مشائخ کے سچے جانشین بنے۔ ان کی تمام نسبتوں کے حامل، متبع شریعت اور قوم کے صحیح رہنما بنے۔ آدھی صدی سے زیادہ تک آپؒ نے گم گشتہ راہوں کو ہدایت کی صاف سیدھی سڑک پر لا کھڑا کیا۔ بیشمار نفوس کو اپنے تزکیۂ باطن کے ذریعے انھیں کامیاب زندگی عطا فرمائی۔ خود بھی سعید بنے اور دوسروں کو بھی سعید اور نیک بخت بنایا۔ اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے اور پوری امت کی طرف سے انھیں بہت بہت جزاءِ خیر عطا فرمائے، ان کی بال بال مغفرت فرمائے۔ جنت الفردوس میں انھیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ ان کے فیض کو جاری و ساری رکھے۔ آمین ثم آمین!۔

فقط سوگوار حبیب الرحمٰن خیر آبادی عفا اللہ عنہ مفتی دار العلوم دیوبند ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۳۴ھ

مجلس مشاورت

حضرت مولانا مفتی عبدالقدیر (چشتیاں)
حضرت مولانا مفتی عبدالغنی قاسمی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد مختار حسن (نوشہرہ)
حضرت مولانا صاحبزادہ عبدالقادر دین پوری (بہاولنگر)
حضرت مولانا صاحبزادہ رشید احمد (ڈیرہ اسماعیل خان)
حضرت سید مطلوب علی زیدی (لاہور)
حضرت مولانا مفتی محمد اشرف عاطف (سعودی عرب)
حضرت مولانا محمد اشرف انجم (حیدر آباد)
حضرت ڈاکٹر لیاقت علی شاہ معصومی (سکھر)
حضرت حاجی محمد بلال بلوچ (قاضی احمد)
محترم ڈاکٹر عبدالرحمٰن راؤ (سرگودھا)
محترم انجینئر آفتاب احمد عباسی (کراچی)
حضرت مولانا عبداللہ عابد سندھی (شکار پور)
حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر تاج افسر (اسلام آباد)
حضرت مولانا محمد ناصر عبدالعزیز (جھنگ)
حضرت مولانا قاضی محمد یوسف (حسن ابدال)
حضرت مولانا مفتی محمد انور شاہ (کوئٹہ)
محترم سید خالد ریاض بخاری (سعودی عرب)
محترم قاری محمد ایاز جدون (مانسہرہ)

پرچہ ہر ماہ کی 3 اور 4 تاریخ کو ارسال کر دیا جاتا ہے۔
ممبر شپ کی رقومات کی ترسیل بنام
''رحیمیہ لاہور'' میزان بینک قرطبہ چوک برانچ لاہور
اکاؤنٹ نمبر: 0219-0100328009 پر کریں!

مدیرِ اعلیٰ مفتی عبدالخالق آزاد طابع و ناشر نے اے۔ جے پرنٹرز 28/A نسبت روڈ، لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ ''رحیمیہ'' رحیمیہ ہاؤس 33/A کوئینز روڈ، لاہور سے جاری کیا۔